اس سورہ کا نام مریم ہی کیونکہ آپکا بیان اس سورہ مین تفصیل سے ہے قرآن مجید مین آپکا نام تیس مقامات پر ہی۔ اور آپکے نام کے سوا اور کسی عورت کا نام قرآن مین مذکور نہین لہ۔ یہ سورت مکہ معظمہ مین اتری۔ اور یہی وہ سورہ ہی جسکو حضرت جعفر نے بوقت ہجرت حبشہ نجاشی بادشاہ اور اوسکے لوگونکو پڑہ سنایا۔ نجاشی خوب رویا کہ اوسکی داڑہی تر ہوگئی۔ اور اوسکے علما بھی اسقدر روئے کہ اونکے سامنے جو کتابین تہین بھیگ گئین اور نجاشی کہہ اوٹھا کہ یہ کلام اور جو عیسیٰ علیہ السلام پر اترا دونون ایک ہی طاق کے نور سے ہین۔ اور محمدؐ بن اسحٰق کی روایت اس سے طویل ہے اور اوسمین ہی کہ نجاشی ایمان لائے اور جب اونکا انتقال ہوا تو رسول اللہ نے مدینہ مین صحابہ کو آگاہ فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی نے انتقال کیا پہر آپنے نماز غایب پڑہی اور صحاح مین روایت ہی کہ ایک عرصہ تک اونکی قبر پر نور دیکھا گیا۔

لہ اسمین لطیفہ یہ ہی کہ جو آدمی مہذب وغیرت والا ہوتا ہی محفل مین اپنی جورو بی بی کا نام لینے شرماتا ہی۔ اور خصوص جو امور مخصوص ولادت وغیرہ مین اوسکا بیان کرنا تو ہرگز روا نہین لیکن چونکہ کفار نصاری ایک بڑا بہتان حضرت بی بی مریم پر کرتے تھے اسلئے اونکا نام مع قصہ کے اللہ تعالی نے مصرح بیان فرمایا۔ ورنہ کسی عورت کا نام قرآن مین صریح طور سے مذکور نہین ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

کٓھٰیٰعٓصٓ - یہ حروف مقطعات ہین جو متشابہات سے ہین - اللہ تعالی اسکے
معنی خوب جانتا ہی اور جسکو چاہا آگاہ کیا ابن عباس[۱] نے فرمایا کہ کہیعص و حم و یٰس اور
جو اسکے جیسے ہین سب اللہ بزرگ کے نام ہین ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا -
(یہ) ذکر تیرے رب کی رحمت کا ہی جو اوس کے بندہ زکریا پر ہوئی حضرت زکریا[۲]
پیشہ نجاری کرتے تھے اور اوسی سے کہاتے تھی اب زمانہ رحمت کو بیان فرماتا ہے کہ
رحمت کو جوش اوسوقت ہوا - اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ جب اونہون نے اپنے
رب کو پست آواز سے پکارا اس[۳] لئے آواز پست کی کہ تا ریا نہو - اور وہ دعا یہ تھی
قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ
رَبِّ شَقِيًّا ۝ کہا اے رب میرے بیشک میری ہڈیاں بودی ہوگئین - اور سر بڑہاپے
سے چمک اٹھا - اور اے میرے پروردگار تجھ سے مین مانگ کر کبھی محروم نہین رہا -
بلکہ جب دعا کی تو نے قبول فرمائی - اور اس دعا کا یہ سبب ہی وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ

زکریّاء ساتھ ہمزہ کے نافع و مکی و بصری و شامی ۔۔۔ ۱۲

[۱] دارمی و ابن ماجہ و ابن جریر (در) [۲] صحیح بخاری (ابن کثیر) [۳] ابن منذر ابن جریر (در)
بعضون نے کہا اسواسطے آواز آہستہ کی کہ کہین لوگ یہ نہ خیال کرین کہ بوڑہے ہوگئے ہین اور اب
بیٹا طلب کرتے ہین یا یہ کہ قوم سے اپنے چہپایا یا یہ کہ بسبب بوڑہاپے کے آواز ہی پست تھی ۱۲ -

مِنْ وَّرَآئِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۙ یَّرِثُنِیْ

وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ○ اور میں اپنے بعد قرابتداروں

ڈرتا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے پھر تو اپنے پاس سے مجھے ایک وارث

٥ عطا کر جو میرا اور اولاد یعقوب (کی نبوت و علم) کا وارث ہووے۔ اور اے

میرے رب اوسکو برگزیدہ کر یعنی مجھے کھٹکا ہے کہ میرے قرابتدار میرے بعد دین کے

کاموں میں سستی کریں اس لئے مجھے ایک ایسا نیک فرزند عطا فرما جو میرا جانشین ہو

اور اوسکی وجہ سے یہ تمام مہمات سرانجام کو پہنچیں۔ جب حضرت زکریا نے

اس قسم کی دعا مانگی تو اونکی دعا جناب الٰہی میں مقبول ہوئی اور یہ ندا آئی۔

یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ○ اے

وَرَآئِیْ پیچھے وارث ساتھ فتح یا کے ہیں۔ دونوں ساتھ جزم تا ءمثلثہ کے ابو عمرو کسائی ١٢

یٰزَكَرِیَّآ ساتھ قصر یا کے نُبَشِّرُكَ باب نصر ینصر سے یعنی ہمزہ کے بدلے ایک ہے حمزہ و کسائی دونوں نے پڑھا

١ عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم (در) اور یہاں میراث مال مراد نہیں کیونکہ آل یعقوب
اسوقت کروروں موجود تھی تو اونکا اور اون سب کا وارث کس طرح ہوسکتا اور اوس وراثت مالی کو تو لڑکی
بھی کافی تھی علاوہ یہ کہ اونکو مال نہ تھا اور بفرض ہو بھی تو مال انبیا صدقہ ہوتا ہے نہ میراث علاوہ یہ کہ
میراث مالی کیلئے ایک نبی باسقدر اہتمام نہیں کرتا چہ جائیکہ پیغمبر علیہ السلام کو مال کا خیال ہو۔ اور ارث کا استعمال
علم نبوت میں موجود ہے قرآن میں ہے واورثنا بنی اسرائیل الکتب اور حدیث العلماء ورثة الانبیاء
او صحیحین میں کئی وجہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا کی میراث نہیں ہوتی
جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے ترمذی میں بھی اسی طرح ہے و ورث سلیمان داود میں بھی مراد میراث نبوت ہے
کیونکہ اگر میراث مالی ہوتی تو سلیمان علیہ السلام کے بھائیوں سے حضرت سلیمان کی کچھ خصوصیت نہ ہوتی ١٢

زکریا بیشک ہم تمکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہین جسکا نام یحییٰ ہی اور ہم نے اس سے پہلے انکا کوئی ہمنام نہین کیا یعنے اس نام کا آجتک کوئی پیدا نہین ہوا[1] حضرت زکریا نے یہ بشارت سماعت فرما کر صرف اطمینان قلبی اور علم حاصل کرنیکی غرض سے دوسری دفعہ جناب الٰہی مین اس طرح التجا کی قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ۝ عرض کی اے میرے رب مجھکو کہانسے لڑکا ہوگا اور میری عورت بانجھ ہی اور مین بڑہاپے سے نہایت ضعف کو پہونچ گیا ہون یعنے ہم دونوںکو از سر نو جوان کریگا یا اپنی قدرت کاملہ سے اسی بڑہاپے کی حالت مین فرزند سرفراز فرمائیگا آواز آئی قَالَ کَذٰلِکَ ۚ قَالَ رَبُّکَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئًا ۝ کہا (یہ امر) یون ہی ہی تمہارے رب نے فرمایا کہ یہ (بات) مجھپر آسان ہی اور مین نے تمکو اس سے پہلے پیدا کیا اور تم کچھہ نہ تھے۔ پھر آپ وقوع وعدہ کے لئے (یعنے جس فرزند کی خوشخبری دیگئی ہی اونکے حمل مین قرار پانیکی) علامت دریافت کرتے ہین قَالَ رَبِّ

عِتِیًّا ۔ هو ما اخرجه عبد الرزاق وابن المنذر وغیرهما عن قتادة۔ اور اونھون نے ہی مجاہد سے روایت کی کہ نحول العظم مراد ہے یعنے ہڈیان گھلنے کا مرتبہ پہونچا۔ عرب بولتے ہین جب لکڑی ہوکھ جاتی ہے عتا عتوا و عتیا یعنے مصدر دونون طرح بولے جاتا ہے ۱۲

[1] فریابی وابن شیبہ وابن منذر وحاکم وغیرہم (درمنثور)

عُتِیًّا ساتھہ ضم عین کے رفع ابن کثیر وابو عمرو شامی وشعبہ ۱۲

خَلَقْنٰکَ حمزہ وکسائی بصیغہ جمع متکلم یعنے ہم نے تم کو پیدا کیا ۱۲

19-10 اِجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَةً قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ۝ عرض کی اے
رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دے (خدا نے) فرمایا تمہاری نشانی یہ ہے کہ تندرست
رہکر تین رات دن تک لوگون سے بات نکر سکوگے گفتگو کا موقوف ہونا اسلئے
تھا تا ماسوا سے منقطع ہوکر پوری طور سے اللہ کی طرف متوجہ ہووین پھر قدرت
خدا سے ایک رات اونکی بی بی امید سے ہوئین اور اوس علامت سکوت کا
19-11 ظہور ہوا فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا ۝
پھر اپنی عبادتگاہ سے اپنے لوگون مین باہر آئے اور انکو اشارہ سے کہا کہ صبح اور شام
خدا کی تسبیح کیا کرو ابن عباس[۱] اور بہت سے لوگون نے بیان کیا کہ زکریا علیہ السلام
کی زبان بات کرنیسے بدون کسی مرض و علت کے رک گئی تھی ابن زید[۲] نے کہا کہ
نماز و تسبیح پڑھتے لیکن لوگون سے بات نہین کر سکتے تھے صرف اشارہ سے بتلاتے تھے
جب حمل کے دن پورے ہوے اور حضرت یحیی (ع) پیدا ہوے چھوٹی ہی عمر مین غیب سے
19-12 اس طرح آواز آئی یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ۝ وَّحَنَانًا
19-14 مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِیًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ۝
اے یحیی کتاب (یعنی توراۃ) کو مضبوط پکڑ لو (یعنی اوسکے حکم کو اچھی طرح بجا لاؤ)

۱ ابن جریر ۱۲ ۲ ابن ابی حاتم ۱۲ محراب غرفہ اور بیت کا صدر اور مسجد سے وہ مقام جہان امام کھڑا ہوتا ہو

اور ہم نے اونکو دانائی (یعنے نبوت) لڑکپن سے عطا فرمائی - اور ہمنے اپنی طرف
سے اونکو رحمدلی اور پاکیزگی دی اور وہ پرہیزگار اور اپنے ماں باپ کے فرمانبردار
تھے اور سرکش و نافرمان نہ تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[۱] کہ لڑکون
نے یحیی علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ کھیلنے چلو - حضرت یحیی نے جواب دیا
کہ ہم کھیل کیلئے تو پیدا نہین کئے گئے - چلو نماز پڑہین وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا
مین اسی طرف اشارہ ہی - اور بھی آپنے فرمایا[۲] کہ جس نے قبل بلوغ قران پڑہ لیا تو
وہ اون لوگون مین سے ہی جنکو لڑکپن مین ہی حکم دیدیا گیا - ابن مجاہد[۳] نے فرمایا
کہ یحیی بن زکریا سبز گہاس تناول فرماتے اور اللہ کے خوف سے اسقدر روتے
کہ آنکے آنسوؤن سے رخسار مبارک پر نشان پڑگئے تھے اور بھی آپنے فرمایا[۴] کہ حضرت
یحیی نے اپنے پروردگار سے اسطرح سوال کیا کہ مجھے لوگون کی زبان سے بچائیو
اور مجھے سب اچھا ہی کہین حکم ہوا اے یحیی یہ تو مینے اپنے لئے ہی نہین کیا تمہیں
تمہارے لئے کس طرح کرونگا جب خدا تعالی نے حضرت یحیی کے صفات
حمیدہ بیان فرمائے - اب اونکو اوسکے صلہ مین اسطرح مبارکبادی دیتا ہے

---

[۱] حاکم نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے [۲] بیہقی ابن عباس سے (در منثور) [۳] امام احمد زہد مین ابن ابی شیبہ - ابونعیم - شعیر الحکم (در) بیہقی اپنے سنن مین (در)

وحنانا - یہ معطوف ہی الحکم پر حنت الناقۃ علی ولدھا یعنی اونٹنی اپنے بچہ پر شفقت و محبت کے ساتھ

۱۵ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ اور انپر سلام ہی جس

دن وہ پیدا ہوے اور جس دن وہ مرینگے اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائینگے

ابن عیینہ[1] نے فرمایا کہ خلق کو زیادہ وحشت تین موقع پر ہوتی ہے - ایک ولادت کے روز کیونکہ جہان تھا وہان سے علیٰحدہ ہوتا ہی اور ایک انتقال کے روز کہ ایسے لوگون کو دیکھتا ہے جنکو اوس نے کبھی نہین دیکھا تھا اور ایک حشر کے دن کہ خود کو مجمع عظیم مین دیکھیگا - اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو ان تینون مواضع مین سلام سے مشرف فرمایا جب حضرت[2] زکریا کا قصہ بیان ہوا جو

---

[1] ابن کثیر مع السند ۱۲ تنبیہ اس قصہ کا ذکر سورۂ آل عمران كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ الخ مین ہی لیکن چند باتون کا فرق ہی وہان فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ہے اور یہان يَا زَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ ہے غرض مبشر اللہ تعالیٰ ہے خواہ بواسطہ ملک ہو یا بلا واسطہ - وہان ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا اور یہان ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ رات اور دن دونون مراد ہین - اور اسمین لطیفہ یہ ہی کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور آل عمران مدنی - اور مکی سابق ہے مدنی پر اور عرب کے حساب مین رات دن پر سابق ہوتی ہے کیونکہ چاند سے حساب ہی تو سابق کو سابق اور لاحق کو لاحق دیا گیا ۱۲

[2] زکریا بن برخیا حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام کی ذریت مین ہین - ابتداے بیت المقدس کی خدمت مین شب و روز مشغول رہا کرتے تھے جب عمران بن ماثان کی عفت مآب بیٹی مریم حنہ بنت فاقوذ کے پیٹ سے پیدا ہوئین اور حنہ نے اپنی مانی ہوئی منت کے موافق مریم کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے مجاورین بیت المقدس کے پاس لاکر سپرد کیا تو چونکہ یہ ان کے سردار عمران کی بیٹی تھین اسلئے انکی تربیت کا فخر و اعزاز حاصل کرنے مین ہر شخص نے حرص کی مگر مریم علیہا السلام کی کفالت کا افتخار حضرت زکریا علیہ السلام کو حاصل ہوا اسوجہ سے کہ مریم علیہا السلام

باوجودیکہ آپ بڑھاپے اور بی بی کے بانجھ ہونیکی وجہہ سے اولاد سے مایوس ہوچکے تھے اسپر بھی اپنی قدرت کاملہ سے انکو ایک مقدس لڑکا عنایت فرمایا آب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۱ کی خالہ یعنی ایشاع انکے نکاح مین تھین اور نیز اس وجہہ سے بھی کہ باہمی جھگڑا ہونے پر قرعہ کے طور پر ہر ایک کے توریت شریف لکھنے کے قلم نہر اردن مین ڈالنے پر زکریا علیہ السلام ہی کا قلم نیچے بیٹھہ گیا جس سے معلوم ہوا کہ قرعہ زکریا علیہ السلام کے نام پر نکلا نیز اور اللہ پاک کو یہ عفت مآب ہونہار لڑکی برگزیدہ پیغمبر زکریا علیہ السلام کی کفالت مین رکھنی منظور ہے۔ غرض زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو کچھہ سمجھہ پیدا ہوجانے پر ایک تنہا حجرے مین رکھا۔ مریم علیہا السلام ہر وقت عبادت مین مشغول رہتی تھین اور انکی کرامت کے باعث خلاف موسم جاڑے کے پھل گرمی مین اور گرمی کے میوے جاڑے مین آتے رہتے تھے جنکو بارہا حسب عادت آتے جاتے زکریا علیہ السلام نے بھی دیکھا چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے بعد نرینہ اولاد کا چراغ گل دیکھکر بیت المقدس کی دلخواہ خدمت کرنے کے لئے لڑکے کی خواہش تھی اور بے نیاز قادر مطلق کی یہ قدرت کا تماشا دیکھکر بڑھاپے مین اس جوش کو اور ترقی ہوگئی اسلئے اپنے لڑکا پیدا ہونیکی اللہ سے دعا کی اور بانوے یا ترانوے اور بروایتے ایک سو بیس برس کی عمر مین ایک ہونہار لڑکے یعنی حضرت یحیٰی علیہ السلام کے تولد ہونیکا مژدہ ملا۔ قصہ مختصر اپنے لخت جگر یعنے حضرت یحیٰی علیہ السلام کے ظلماً مقتول ہوے پیچھے خود بھی ظلماً شہید ہوئے صورت یہ ہوئی کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے معجزہ کے طور پر بلا باپ کے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اس امر کا محرک ہوا کہ بعض خبیث طینت بد باطن لوگون نے حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھہ ملوث ہونیکی تہمت لگائی یعنے خالو کے ساتھہ بدنام کیا۔ جب یہ افواہ عوام الناس مین پھیلی تو ہزاردن آدمی حضرت زکریا علیہ السلام کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہوگئے اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جب ہیرودس بادشاہ نے زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحیٰی علیہ السلام کو شہید کردیا اور یہ خبر زکریا علیہ السلام کو پہونچی تو زکریا کے دل مین ایک دہشت پیدا ہوئی اور یہ خوف ہوا کہ ہیرودس

اوس سے بھی زیادہ نادر قصہ یعنے بے باپ کے اولاد کا ہونا بیان فرماتا ہے تا منکرینِ قدرت ان قصون کو سن کر جان لین کہ وہ ہر کام پر پوری قدرت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۲ کی مجھکو بھی زندہ نہ چھوڑیگا۔ اس خیال سے زکریا علیہ السلام آبادی سے نکلکر جنگل کے طرف روانہ ہوئے۔ ہر دو روایت مذکورہ کے مطابق زکریا علیہ السلام کے دشمن جو درحقیقت اللہ کے دشمن تھے اور ہر وقت اسکے سچے برگزیدہ پیغمبر کے قتل کی فکر مین لگے رہتے تھے پیچھے ہوئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام پریشان اور دشمنون سے اپنے آپ کو چھپانیکی فکر مین تھے کہ جنگل کے ایک درخت نے آواز دی "اے نبی اللہ آؤ مین تمکو پناہ دونگا" اوسیوقت درخت شق ہوا اور حضرت زکریا اسمین جا بیٹھے۔ شیطان کمبخت نے چادرِ مبارک کا ایک کونہ درخت سے باہر نکلا رہنے دیا تھا اور اسی بنا پر اس نے گروہِ اعدا سے مخبری کی کہ زکریا علیہ السلام اس درخت مین چھپے ہین۔ دشمنون نے درخت کو آرہ سے کاٹنا شروع کیا اور آرہ نے جسم مبارک کو دو حصون مین تقسیم کر دیا۔

## بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام

یحییٰ علیہ السلام بن زکریا حسین صورت باریک آواز مضبوط اور قوی جسم بال کم دونون ابرو ملی ہوئین انتہا درجہ کے بچپن ہی سے خداترس اور عابد زاہد پیغمبر تھے انسے پہلے اس نام کا کوئی بشر نہین ہوا۔ صغر سنی مین خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور گو بڑی چاؤ اور آرزو کے بعد باپ کے بڑھاپے مین پیدا ہوئے تھے مگر والدین کے انتہا سے زیادہ تابعدار تھے ایسے نہ تھے جیسے عموماً نازپروردہ اور لاڈلے بچے گستاخ اور بے تہذیب ہوتے ہین۔ خوف خدا مین روتے روتے رخسارون کا گوشت گل کر گر گیا تھا داڑھین باہر سے نظر آتی تھین گھاس اور پتے کھاتے جنگل مین پھرا کرتے تھے۔ جو کی روٹی کھایا کرتے تھے انکے زمانہ نبوت مین توریت شریف کا یہ حکم کہ اپنی بھتیجی سے بھی نکاح جائز ہے منسوخ ہو گیا اتفاقاً حاکم وقت ہیرودس بادشاہ کی بھتیجی جو نہایت حسینہ جمیلہ تھی اور اکثر اپنی ضرورتین پوری کرانے چچا کے پاس آتی جاتی رہتی تھی اپنے چچا ہیرودس پر عاشق ہوکر نکاح کی خواہشمند ہوئی اور چونکہ ہیرودس خود اسیر گردیدہ تھا اسلئے دونون کی رضامندی سے نکاح ہونیکا ارادہ ہوا حضرت یحییٰ علیہ السلام

بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام

رکھتا ہی۔ اور جو چاہے کر سکتا ہے چنانچہ وہ قصہ یہ ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۳ } بحکم شریعت ناسخہ مروجہ اس ممنوع اور حرام فعل سے مانع آئے تو اس لڑکی کی مان یعنی ہیرودس کی بھاوج کو سخت ناگوار گذرا اور بیٹی کو خوب کپڑون اور زیور سے آراستہ اور پری پیکر بناکر بادشاہ کو شراب پلانے کیلئے بھیجا اور سمجھا دیا کہ جب شراب سے مست ہوکر تجھپر مائل ہو تو کہیو کہ چچا جان میری ایک آرزو پوری کردیجئے اور جب قول و قرار پکا کرکے پہچے وہ آرزو دریافت کرے تو کہنا کہ یحییٰ کا سر کٹا ہوا اور طشت مین رکھا ہوا منگا دیجئے غرض اس لڑکی نے اسی طرح کیا اور ہیرودس نے ہرچند اسکو اس خیال سے روکا مگر وہ اپنے اصرار سے باز نہ آئی قصہ مختصر ہیرودس نے جلادون کو حکم کیا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک جس وقت کہ وہ محراب داؤد علیہ السلام مین کہڑے نماز پڑھ رہے تھے کٹوا منگایا۔ جس وقت یحییٰ علیہ السلام کا سر جسم سے علحدہ طشت مین رکھا ہوا ہیرودس کے سامنے آیا ہی اسوقت سر مین سے خون کا فوارہ جاری تھا اور زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا کہ "تجھکو یہ ہرگز جایز نہ تھا" بادشاہ نے کہر کی کوٹھری مین ایک گہرا گڑھا کہدوا کر سر کو دفن کرادیا مگر خون زمین کی مٹی کو تر کرتا ہوا باہر نکل آیا اور صحن مین بہنے لگا خونکی یہ حالت دیکھکر اسپر سیکڑون مٹی ڈلوائی گئی مگر خون کا یہ عالم تھا کہ جون جون یہ مٹی ڈلوائی جاتی تھی وہ دون دون خون زیادہ ابلتا اور پھوٹتا تھا یہانتک کہ مٹی فصیل تک پہونچ گئی اور یہ بادشاہ معہ تابعین اور بھاوج اور بھتیجے کے ہی سزا مین زمین مین دہنسا دیے گئے۔ اسکے چند روز بعد اللہ پاک نے شاہ بابل جودرس نامی اور اسکے لشکر جرار کو اہل شہر پر غلبہ دیا اور یہ لوگ بیت المقدس پر چڑھ آئے لیکن ہرچند کوشش کی مگر شہر فتح نہ ہوا۔ محاصرہ کرتے کرتے لشکری سپاہی اکتا گئے اسوقت ایک عورت لشکر مین آئی اور کہنے لگی کہ اگر تم لوگ یحییٰ پیغمبر کا واسطہ پکڑکر اللہ سے دعا کرو تو تم کو اپنے مقصد مین کامیابی ہوسکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ شہر پر قبضہ کرتے ہی یحییٰ علیہ السلام کا خون جو قتل کے وقت سے ابتک برابر جاری ہے تمکو قاتلین سے پورا انتقام لیکر بند کرنا چاہئے اس ترکیب کے عمل مین لانے سی بیت المقدس فتح ہوا اور جودرس نے اللہ کے برگزیدہ پیغمبر کے ایک قتل کے عوض ستر ہزار جانین تلف کین اوسوقت وہ خون بند ہوا (تاریخ کامل وغیرہ)

مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ اور اے نبی کریم
کتاب میں مریم کا ذکر کرو جب وہ اپنے لوگوں سے کنارہ کر کے ایک شرقی
مکان میں ہو گئی۔ بیت المقدس کی شرقی جانب کو چلے جانیکی یہ وجہ[1] تھی
کہ آپ کو حیض آ گیا تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ عبادت کیلئے تخلیہ کیا تھا۔ پھر حال
9-17 آپ گوشہ نشین ہوئیں جس طرح کہ ارشاد ہوتا ہے فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ
حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ سو اونسے ورے
اُنسے پردہ کر لیا۔ پھر ہم نے اپنی روح (یعنے[2] جبرئیل) کو اوسکے پاس بھیجا تو
وہ اوسکے روبرو اچھا خاصہ آدمی بنکر آیا جب بی بی مریم نے ایک اجنبی
9-18 آدمی کو تنہا مکان میں اپنے سامنے کھڑا دیکھا تو گھبرا کر یہ کہا۔ قَالَتْ اِنِّيْٓ

انتبذت انفردت اخرجه عبد الرزاق وغیره عن قتادة (در) المنبذ اصله الطرح والانتباذ افتعال منه ومنه فنبذوه وراء ظهورهم ومنه النبیذ لانه یطرح فی الاناء وانتبذت تنحت ونبذة بفتح النون وضمها ناحیة (کبیر)

[1] سدی عن ابن عباس (در) [2] مجاہد وضحاک وقتادہ وابن جریج ووہب ابن منبہ وسدی نے کہا کہ رُوْحَنَا سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں اور یہی ظاہر قرآن ہے چنانچہ دوسری آیت میں ارشاد ہوا نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ یعنے روح جو امانتدار ہے قرآن کو لیکر تمہارے قلب پر اترا تا کہ تم ڈرانے والوں میں سے ہوئیں (ابن کثیر)

اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ بولی مین[1] تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی
ہون اگر تو پرہیزگار ہی رحمن سے اسلئے پناہ لیتی ہون کہ تا رحم فرما کر مجھے عفت سی رکھے
اور جو تو متقی ہے تو اوسکے نام پاک سے ڈر کر تو بھی خود مجھے نہ چھیڑے حضرت
۱۹ جبریل نے اسطرح جواب دیا قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝
کہا مین تو تیرے رب کا ہی بھیجا ہوا ہون تا کہ مین[2] تجھکو پاکیزہ لڑکا دون -
تم نے تو صرف متقی ہونے کا ذکر کیا مین تو رسول بھی ہون اور رسول بھی
کس کا جس نے تم کو تربیت فرمایا جب بی بی مریم نے یہ بات عادت کے
۲۰ خلاف سنین تعجب سے اس طرح پوچھنے لگین قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ

لیھب ورش وابوعمرو وقالون دو وجہ سے ساتھ یار کے واحد مذکر غائب معنی تاکہ وہ دیوے بیٹے اللہ تعالے ۱۲-

[1] ابو السعود نے کہا یہ صریح شاہد ہے کہ بی بی مریم کے دل مین اونکے جانب سے کچھ میل بھی نہین آیا (تو وہ بعضے مفسرون کا قول مردود ہے جنھون نے کہا کہ شہوت کا جوش ہو کر اونکا نطفہ اونکے رحم مین آیا) اور یہ مقام ظہور قدرت کا ہی جو خرق عادت پہ دلیل ہی (قرآن مین اسی لئے ہی اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ) ہان جبریل کا اس حسن وجمال پہ ظاہر ہونا بی بی مریم کے علو درجات کا امتحان تھا کیونکہ مریم علیہا السلام سے ایسی عفت وپرہیزگاری ظاہر ہوئی کہ اوسکی انتہا نہین - اور اللہ عز وجل کا نام رحمٰن لینے مین مبالغہ پناہ مانگنے مین اور یہ بھی غرض ہے کہ اس نام پاک سے آثار رحمت ظاہر ہو کر انکو اس امتحان کی بلا سے بچا لین - انتہی ۱۲-

[2] جو لوگ بات بات کو شرک کہتے ہین وہ کہین جبریل علیہ السلام کو بھی مشرک نہ کہدین - کہ یہ ایسے کون ہین جو بیٹا دیتے ہین لیکن اتنا قاعدہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ کبھی اضافت فعل کی بلحاظ سبب کے ہوتی ہے - یہان جبریل سبب نفخ ہین - اسیطرح اولیاء اللہ بھی حصول دعا کے لئی سبب ہوتے ہین اسلئے اونکے طرف بھی فعل منسوب کیا جاتا ہے

يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ بولی کہان سے مجھے لڑکا ہوگا۔ حالانکہ کسی آدمی
نے مجھے نہین چھوا اور نہ مین بدکار ہون۔ نہ میرا نکاح ہوا نہ مین زناکار ہون۔
پھر بے مرد کے خلافِ عادت کس طرح لڑکا ہوگا۔ جبریل علیہ السلام نے جواب
دیا۔ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً
مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ کہا یون[1] ہی (ہم کرینگے) تیرے رب نے فرمایا کہ یہ مجھپر
آسان ہے۔ اور تاکہ ہم اوس (لڑکے) کو لوگون کے لئے نشانی بنائین اور
مہربانی ہماری طرف سے۔ اور[2] یہ کام ٹھہر چکا ہے نشانی یعنے ہمارے کمالِ قدرت
کی دلیل۔ اور مہربانی بندون کے لئے یعنے اونکے ارشادات سے ہدایت پائینگے
اللہ تعالیٰ نے بشر کی پیدائش مین چار قسمین کین (۱) عیسیٰ علیہ السلام کو
عورت سے بے مرد کے پیدا کیا (۲) حوا علیہا السلام کو مرد سے بے عورت کے
پیدا کیا (۳) باقی اولاد کو مرد و عورت سے پیدا کیا۔ مجاہد[3] سے روایت ہے

[1] یعنی بے باپ کے ہم پیدا کرسکتے ہین اور اسی لئے فرمایا کہ ہم اوس کو آیت بنائین گے۔ اور آیت کا اطلاق پھر آیاتِ قرآنیہ کے جہان ہوا ہے تو کوئی نہ کوئی قدرتی بات پر ہوا ہے۔ جو عادت کے خلاف پائی گئی ہے۔ جیسا اصحاب کہف اور ناقہ صالح علیہ السلام وغیرہا ۱۲۔

[2] یعنے علم الٰہی مین جاری ہوچکا ہے اور وہ ہوکر ہی رہے گا (ابن جریر)

[3] ابن کثیر نے سند سے نقل کی ۱۲۔

کہ مریم علیہا السلام نے بیان کیا کہ جب مین تنہا ہوتی تو عیسےٰ مجھ سے حدیث وباتین بیان کرتے حالانکہ وہ میرے پیٹ مین تھے۔ اور جب مین لوگون کے درمیان ہوتی تو میرے پیٹ مین تسبیح اور تکبیر کہتے۔ غرض نفخ[1] کے بعد حمل کا

ذکر بیان فرماتا ہے فَحَمَلَتۡهُ فَانۡتَبَذَتۡ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ؕ پس اوس

(لڑکے کی) حاملہ ہوئی اور بسبب اوس حمل کے دور مکان مین کنارہ ہو گئی۔ ابن کثیر نے لکہا کہ بہت سے علماے سلف فرماتے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کے قمیص کے چاک گریبان مین نفخ کیا اور نفخہ اوتر کر رحم مین پہونچا اور بی بی مریم حاملہ ہوئین۔ امام[2] مالک نے فرمایا کہ عیسےٰ بن مریم ویحییٰ ابن زکریا دونون ابن خالہ یعنے خالہ زاد بھائی ہین۔ اور دونونکا حمل ساتھہ ہی رہا تھا۔ ایک دن یحییٰ کی مان نے مریم سے (یعنی اپنی بہن سے) کہا کہ مین دیکھتی ہون کہ جو میرے پیٹ مین ہے وہ اوسکو جو تمہارے پیٹ مین ہے سجدہ[3] کرتا ہے

جبرئیل علیہ السلام کا نفخ کرنا گریبان میں روح

قصیاً ای بعیداً من اهلها یقال مکان قاص وقصی بمعنی واحد مثل عاص وعصی (کبیر)

[1] یہان مقدر ہے فَنَفَخۡنَا فِيۡهَا فَحَمَلَتۡهُ جس پر دال ہے سورہ تحریم کی آیت فَنَفَخۡنَا فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا (سراج المنیر) [2] یہی روایت زیادہ معتبر ہے چنانچہ معراجکی حدیث مین اس کا ذکر گذر چکا [3] سجدہ سے مراد تعظیم وتکریم ہے کیونکہ سجدہ اونکی ملت مین بجاے سلام کے شروع تھا لیکن اس ملت مین اللہ تعالی نے سجدہ کو خالص تعظیم جلال کبریائی کیلئے مخصوص فرمادیا ہے اور غیر کیلئے حرام کیا۔ اور عبادت کے طور پر تو ہر ملت مین کفر تھا (ابن کثیر)

جب بی بی مریم کے حاملہ ہونے کا ذکر ہوا اب قرب ولادت جو کیفیت ہوئی
اسطرح بیان فرماتا ہے فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ
قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ پہر مریم کو درد زہ کہجور کی (سوکہی)[1] پیڑ پاس لایا
کہنے لگی کاش مین اس سے پہلے مرچکتی اور بہولی بسری ہوجاتی - بی بی مریم کو اس
سبب سے اضطراب ہوا کہ جنگل مین ہون نہ آب و دانہ ہی - نہ کوئی رفیق و یگانہ،
اوسکے علاوہ لوگ مجہپر کیا تہمتین لگائینگے مجہکو بدنامی کا اوسقدر خوف نہین
لیکن وہ تہمت سی گنہگار ہونگے اب اللہ تعالی اونکو تسلّی دیتا ہی اور چونکہ سب سے پہلے
آدمی کو پانی کی فکر ہوتی ہی اور بغیر پانی کے آدمی کہانے کو نہین بیٹہتا اسلئے اوسکی
خوش خبری پہلے سناتا ہی فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ
سَرِيًّا ۝ پہر اسکو اسکے نیچے سے (جبریل یا عیسی علیہما السلام نے) آواز دی کہ غم نہ کہا تیرے رب نے

مُتُّ — ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ نے ضمہ میم کے ساتھ پڑہا ہے مانتك يموت سے

نَسْيًا — نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ و کسائی کے ساتھ کسرہ نون کے فرمایا کہا یہ دو لغتین ہین جیسے وتر اور وتر

مِنْ تَحْتِهَا — ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ فتح میم و تا کے یعنی وہ شخص ۱۲

المخاض هو مصدر مخضت المرأة اذا تحرك الولد في بطنها للخروج (بیضاوی)

[1] اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کان جذعا یابسا (در)

نکتہ کہجور کے جہاڑ مین جبتک نر کا پہول نہ ڈالین بارور نہین ہوتا اور آپکے ہلاتے ہی اوس ٹہونٹ کو پہل آجانا اشارہ تہا کہ بغیر باپ کے بہی ہم اولاد دیسکتے ہین - اور کہجور کے جہاڑ کی خصوصیت اسلئے تہی کہ وہ انسان سے مشابہ ہی اور جیسے اوسکے پہل میٹہے ہوتے ہین اسی طرح یہ لڑکا بہی نافع ہوگا - اور جیسے یہ سوکہا جہاڑ انکی برکت سے تر و تازہ ہوگیا اسی طرح یہ آیندہ مُردون کو زندہ کرینگے - اور زچہ اور بچہ کیلئے یہ میوہ نہایت مفید ہی - اور وہ عُسر ولادت کو بہی نافع ہے (خفاجی) [illegible] ۱۲

25 تیرے نیچے نہر کر دی اور کہانیکا بندوبست اسطرح فرماتا ہو وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ
النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ اور اپنی طرف کھجور کی پیڑ ہلا تجھ پر پکی تازی
کھجور گرا دیگا۔ **اب** کھانے پینے کا حکم دیکر تسکین و اطمینان دلاتا ہو اور دفع تہمت
26 کی ترکیب بھی سکھلاتا ہو فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ
اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ پھر کھا اور
پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہدیجو کہ میں نے رحمن کیلئے
روزیکی نذر کی ہی تو آج میں کسی آدمی سے بات نہ کرونگی۔ بنی اسرائیل[1] کی شریعت میں
روزہ میں طعام و کلام دونوں حرام تھے **جب** تسکین دہ کلمات آپنے سنیں تو آپکا
حزن و رنج سب دفع ہو گیا۔ خالق سے علاقہ صحیحہ بڑھ گیا۔ اب مخلوق سے شرمانیکا
27 کونسا موقع رہا۔ خود ہی بچہ کو لیکر قوم کے پاس آئیں جس طرح ارشاد ہوتا ہی فَاَتَتْ
بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ۝ پھر ان (عیسی) کو اٹھا
اپنی قوم کے پاس لائی کہنے لگے اے مریم تو بُری چیز لائی۔ قوم نے اسی قدر کہکے
28 چپ نہ رہا بلکہ آپ کے بھائی اور آپکے ماں باپ کا بھی ذکر کیا۔ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ
مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ اسے

[1] سدی و قتادہ (ابن کثیر)

تَسَاقَطُ حمزہ ساقط بفتح تا اور قاف اور تخفیف سین کے۔ ایک تا حذف کرکے سب کے معنی قریب قریب ہیں ۱۲ ٭٭٭

تَسَّاقَطُ ... وابن کثیر وابوعمرو و ... عامر و شعبہ ... سا ساقط ... تا اور قاف اور تشدید ... میں اصل تتساقط ... تا ثانی ... میں مدغم ... کیا ۱۲

ہاروؑن کی بہن تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی جب قوم نے
آپ کو زجر و ملامت کی تو آپنے ع جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کیا۔ اور آپ نے
ملائکہ کی بشارت سے وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ الخ یعنے جھولے مین ہی بات
کرینگے۔ جان لیا تھا اسلئے حضرت عیسیٰؑ کے جانب اشارہ سے تبلا دیا فَأَشَارَتْ
إِلَيْهِ۔ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ پھر لڑکے کی طرف اشارہ کیا
کہنے لگے ہم جھولے کے لڑکے سے کیونکر بات کرین۔ وہ تو لڑکے سی بات کرنیکو آگے بچھے

لہ امام احمد و مسلم و ترمذی و نسائی و بیہقی وغیرہم نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نصاری نجران کی طرف روانہ فرمایا۔ نصرانیون نے مجھ سے پوچھا کہ تم لوگ یہ کیا پڑھتے ہو کہ یا اخت هٰرون یعنے اے بہن ہارون کی (اور ہارون تو موسیٰ کے بھائی ہین) حالانکہ موسیٰ علیہ السلام تو عیسیٰ سے اتنی مدت پہلے گذرے ہین۔ پھر مین نے وہانسے واپس ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا ذکر کیا تو آپنے فرمایا کہ کیون تمنے یہ نہین کہا کہ وہ لوگ اپنے اگلے انبیاء و صالحین کے نامون پر نام رکھتے تھے (در منثور) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگون نے حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کے نام پر بی بی مریم کے بھائی کا نام رکھا تھا۔ امام رازی نے فرمایا کہ یہی حقیقی بھائی ہین اور دوسرے معنی مجازی تو حقیقت کو چھوڑ کر بلا ضرورت مجاز کی طرف جانا روا نہین ۱۲۔ لہ جب بی بی مریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کو دیکھین تو صاحب مرتبہ کے سامنے بات نہ کرنا ادب سمجھا۔ اور اونکی طرف اشارہ کیا۔ اسی واسطے اہل معرفت جب کسی حقیقت کے دریافت کی ضرورت ہو بزرگونکی جانب اشارہ کرتے ہین۔ اور یہ بھی نکتہ ہے کہ بی بی مریم کی زبان تو زبان ظاہر تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے زبان باطن تھی۔ جب آپنے زبان ظاہر کو بند کیا تو حق عز و جل نے قدرت کاملہ زبان باطن کو گویا کیا اور یہی عارفون کی حالت ہوتی ہے جب وہ ظاہر سے سکوت کرتے ہین تو اون کی ارواح غیب الٰہی کی باتین بیان کرتی ہین اور جب بی بی مریم سچے دل سے اللہ کی جانب متوجہ ہوگئین تو اللہ تعالیٰ نے اونکی برات کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو گویا کیا۔ (عرائس)

سلہ یعنے اس قدر چھوٹا بچہ ہے جو گہوارہ مین رہنے کے لایق ہے اور یہ مجاز معروف ہے ۱۲۔

ہور ہی تجھے حضرت عیسیٰ نے ہی سبقت فرما کے اپنے آٹھ صفات بیان کر دیے

تین صفتین تو اس آیت مین ہین قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ط اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا

(عیسی علیہ السلام نے) کہا مین اللہ کا بندہ ہون مجھکو کتاب دی۔ اور نبی کیا

حضرت عیسیٰ نے نبوت کی فراست سے جانا کہ میرے بارہ مین طرح طرح کے

کفر کلمات کہے جائین گے اسی سبب سے اول جو بات اپنی زبان سے نکالی وہ

یہی تھی کہ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ کہ مین اللہ کا بندہ ہون تا یاوس شخص پر الزام ہو جاوےکہ

شان مین الوہیت وغیرہ کا دعوی کرے کیونکہ وہ خود اپنے آپکو اللہ تعالی کا بندہ

ظاہر کرتے ہین۔ اور اگرچہ اسوقت دفع تہمت زنا اپنے والدہ سے بہت ضروری

تھی لیکن آپنے اوس عیب و تہمت کے دفع کرنے مین کوشش کی جو خدا تعالی کی

جانب ہوئی تھی کیونکہ اوسکا حق سب سے زیادہ ہے اسی لئے پہلے اپنی عبودیت

کو ثابت فرمایا۔ اور یہ ایسا عمدہ طریقہ اختیار فرمایا جس سے تہمت زنا بھی

مان کے جانب سے دفع ہو گئی کیونکہ اللہ تعالی ایسا نکوکار اور اس مرتبہ کا لڑکا

بدکار عورت کو کس طرح عنایت فرمائیگا۔ دو صفتون کو اس طرح بیان فرماتے ہین

31 وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا

اور مجھکو برکت والا بنایا جہان کہین مین ہون اور مجھکو نماز اور زکوۃ کا حکم کیا

-32 جبتک مین زندہ ہون - اور دو صفتون کو یون ذکر فرماتے ہین - وَبَرًّۢا بِوَالِدَتِي
وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ اور اپنے مان کے ساتھ نیکی کرنیوالا (بنایا) اور مجھے
33 سرکش بدبخت نہین کیا - آٹھوین صفت یہ ہی وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ
وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝ اور مجھپر سلام ہی جس دن مین پیدا ہوا اور
جس دن مرونگا - اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤنگا - ذکر میلاد و وفات سرور کائنات
ولالت آیت سے ثابت ہے اسلئے کہ جب یحیی و عیسی علیہما السلام کے میلاد و وفات کے
ذکر اللہ تعالی نے فرمایا تو آپ بدرجۂ اولی مستحق ہین - اور اسی طرح آپکی ولادت کے
ذکر مین سلام پڑہنا بھی اشارات قرآنی سے مستفاد ہی اور کلمہ اُذکُر سے موکد ہی
دوسرے صلحا یا اور واقعات انکا ذکر بطور قیاس مشروع ہی - جب ابن مریم
9-34 کے صفات مذکور ہو چکے تو سامع ایسے صفات حمیدہ سن کر اونکے نام کا مشتاق
ہوتا ہے اسلئے فرماتا ہی ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝
یہ ہی عیسی مریم کے بیٹے - سچی بات جس مین وہ جھگڑ رہے ہین - یعنی جو ان صفات سے
موصوف تھے - وہ عیسی مریم ہی کے بیٹے تھے - اور جو گمراہ کچھ اور سمجھتے ہین -

له جو ابتداء رکوع وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مین مذکور ہے ۱۲ ذلك اشارہ ہے اون صفات
کی طرف جو آیۂ انی عبد اللہ مین مذکور ہے ۱۲ قَوْلَ الْحَقِّ - فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے - یعنی
یہ جو کہا گیا قول حق ہے اور اوس مین اضافت بیانیہ ہے ۱۲

آیت ۳۵ اونکا رد یون فرماتا ہی مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ اللہ کی یہ شان نہین کہ وہ کسی کو بیٹا بنالے۔ جب

کوئی کام کرنا چاہتا ہی تو صرف اوسکو ہو کہتا ہی تو ہوجاتا ہی۔ جس خالق جلّ جلالہ

آیت ۳۶ ع کی یہ شان ہی وہ فرزند کا کب محتاج ہی پہر عیسی علیہ السلام کا وہ قول جو انھون

نے گہوارہ مین کہا تھا بیان فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہی اوسکی عبادت کرو

یہ سیدہی راہ ہی باوجودیکہ عیسی اپنی عبودیت کا اقرار کرتے ہین اسپر بہی لوگو[ن]

آیت ۳۷ ع نے اختلاف کیا جس طرح ارشاد ہی۔ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ پھر قومین آپس مین مختلف[۱] ہو گئین

فَيَكُوْنَ ابن عامر ساتھ نصب نون کے ۱۲

اَنَّ نافع و ابن کثیر و ابوعمرو ساتھ فتح ہمزہ کے بہ تقدیر حرف جر جو اپنے متعلق سے تقدیر ہے وَ لِاَنَّ ۱۲

کُنْ۔ بطور استعارہ عبارت ہے نفاذِ قدرت و مشیت سے ممکنات مین۔ یعنے ارادہ کے ساتھ ہی فوراً پیدا ہوجانے کا بیان ہے۔ (کبیر)

[۱] اختلاف گروہ جملہ کفار کو شامل ہے خواہ یہود ہون یا نصاریٰ۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک عیسی علیہ السلام کا عروج اور پھر آخر زمانہ مین نزول کے سب اہل اسلام متفق تھے جس طرح کہ آدم علیہ السلام کا نزول جنت سے ہوا۔ جو آسمانون پر ہے لیکن آجکل مرزا قادیانی سلف کی راہ سے روگردان ہوکر اپنے چند معتقدون کو بطور فلاسفہ اس طرح بہکا رہے ہین کہ آسمان پر جانا ممکن نہین جسم خاکی کس طرح جا سکتا ہے۔ اور اس اپنے عقیدہ کے جمانیکے لئے وہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کے بہی منکر ہوگئے۔ عجب نہین کہ چند روز مین حشر اجساد کے بہی منکر ہوجائین کہ جو جسم سڑ اور گل گیا وہ کس طرح زندہ ہو سکتا ہے۔ ہمنے انکو دعوت مباہلہ

مرزا قادیانی کے ضلالات باطلہ

اور کافرونکے لئے بڑے دن کے سامنے ہونے سے خرابی ہی آج کو اختلاف

بقیہ حاشیہ صفحہ ۔ بطور رجسٹری بھیجا تھا وصولی رسید بھی آگئی۔ جواب کی مدت گذر گئی لیکن صدائے برنخواست۔ حالانکہ مباہلہ اس زمانہ مین بھی مشروع ہی چنانچہ رد المحتار جلد ثانی صفحہ ۵۸۶ وفی لعان البحر فان قلت هل یشرع لعن الکاذب المعین قلت قال فی غایة البیان من باب العدة وعن ابن مسعود انه قال من شاء باهلته والمباهلة الملاعنة وکانوا یقولون اذا اختلفوا فی شیٔ بهلة الله علی الکاذب منا قالوا هی مشروعة فی زماننا ایضًا انتهی۔ افسوس کہ حضرت عیسی کے مقدمے مین کافر مختلف تھے لیکن اب تو اہل اسلام مین بھی اختلاف ڈالنے کی کوشش کیجارہی ہے حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی حضرت عیسی کے اٹھائے جانے پر بحث لطیف اس طرح کرتے ہین کہ روح کا خاصہ حیات ہی۔ پس جس کے ساتھ روح شامل ومباشر ہوگی اوسکو زندہ کردیگی۔ اب رہی لوازم حیات۔ وہ جسم ذی روح کی قابلیت اور استعداد پر منحصر ہے۔ دیکھو سامری نے جب دیکھا۔ کہ روح القدس کے گھوڑے کا جہان قدم پڑتا ہے گہاس اُگ آتی ہے۔ (جرم زمین مین گہاس کے اگانے کی ہی قابلیت تھی) تو اوس نے چاندی سونے کا بچھڑا بنایا۔ اور اسمین اُس گھوڑے کے نشانِ قدم کی مٹی ڈالدی۔ تو وہ بچھڑے کی طرح بولنے لگا۔ روح کا خاصہ تو حیات تھا۔ اوس نے حیات دیدی مگر بچھڑے کی طرح ہی بولنا یہ اس صورتِ جسمی کی استعداد تھی۔ جسکا نام بچھڑا رکھا گیا تھا۔ اگر وہ شیر کی صورت پر ہوتا تو ڈکارتا۔ اور اگر اونٹ کی طرح پر ہوتا تو بلبلاتا۔ تو غرض ثابت ہوا۔ کہ گو روح کا خاصہ حیات ہی۔ مگر جسمانی قابلیت واستعداد کا ہونا بھی ضرور ہے۔ اب حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف دیکھو۔ کہ اُن کو تو خود روح القدس ملی تھی۔ اور اونکا لقب بھی روح اللہ تھا۔ جب ایسے کامل التاثیر۔ اور مکمل القوی روح کیلئے جسم بھی وہ ملا جسکی جسمانی ساخت بھی دنیا بھر کے جسمون سے علیحدہ اور عجیب تھی یعنے بغیر واسطہ پیدایش ظاہرہ کے پیدا ہوئے تھے۔ تو ضرور ہی کہ روح القدس جو عالم ملکوت مین سے تھی اپنی حب الوطنی کی تاثیر جسم پر ڈالتی اور جسم اپنی روحانی ساخت کی وجہ سے اس تاثیر کا متاثر ہوتا اور حضرت عیسی علیہ السلام معہ جسم کے آسمان پر اٹھائے جاتے۔ اسی لئے خداوند کریم نے فرمایا ہے یا عیسٰے انی متوفیك ورافعك الی۔ کہ اے عیسی مین تجھے بھرپور لینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہون۔ ۱۲

ہی کل وہ سب جھگڑے دفع ہونگے کیونکہ غفلت کے پردے سماعت وبصارت سے
آیت ۳۸ اٹھ جائینگے چنانچہ فرماتا ہی اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ
الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ کیا ہی سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن کہ وہ ہمارے
پاس آئینگے لیکن ظالم آج توکھلی گمراہی مین ہین - ان گمراہون مین سے کوئی
نہ کوئی توراہ پر آجائے اسلئے اپنے حبیب پاک کو اونکے ڈرانیکا اسطرح حکم فرماتا ہے
آیت ۳۹ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝
اور اونکو حسرت کے دن سے ڈراؤ جبکہ کام تمام ہوچکے اور وہ غفلت مین ہی
ہون اور ایمان نہ لائین ۝

| | |
|---|---|
| بروزِ حشر شود ہمچو صبح معلومت | کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور |

## خلیق

| | |
|---|---|
| نہوہم غافلون کو نیک و بد معلوم دنیا مین | یہ شب کے خواب ہین کل وکہین کیا تعبیر کرتے ہین |

آیت ۴۰ پھر خدا تعالیٰ مضمون کلامِ سابق کو اس طرح موکد فرماتا ہی اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ
وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ ہم ہی زمین کے وارث ہونگے اور جو روئے ع ۲
زمین پر ہین (اونکے بھی) اور ہمارے ہی طرف وہ لوٹائے جائینگے -

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ - صیغتا تعجب بمعنی ما اسمعہم وابصرہم (جلالین)

جب حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کا قصہ بیان فرمایا اب تیسرا قصہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا بیان فرماتا ہی چونکہ غیر خدا کے پوجنے والے دو ہی فریق ہین
ایک زندہ اور عاقل کو معبود بناتے ہین جیسے نصاریٰ اور ایک بیجان جماد
کو معبود سمجھتے ہین جیسے بت پرست۔ جب فریق اول کی ضلالت بیان ہو چکی
تو فریق ثانی کی ضلالت بیان فرماتا ہی۔ اور چونکہ کفار عرب حضرت ابراہیم کو
بزرگ اور جدِ اعلیٰ مانتے تھے۔ اور اپنے باپ دادا کی تقلید پر اڑی رہتے تھی
تو اونکا قصہ بیان کرتے ہین اس طرف اشارہ ہی کہ اگر تمکو تقلید کرنی ہو تو ابراہیم
19-41 اور اونکی اولادِ پاک کی تقلید کیون نہین کرتے۔ اسلئے ارشاد ہوتا ہی۔ وَاذْكُرْ
فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اے پیغمبر کتاب مین ابراہیم کا
19-42 ذکر کرو۔ بیشک وہ سچے نبی تھے۔ صدیقیت و نبوت کے آپ جامع تھے
اسی سبب سے باپ یا چچا[1] سے چار طرح فہمایش کی پہلی نوع اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ

يٰۤاَبَتِ ابن عامر ساتھ فتح تا کے چارون مقام مین اور باقی ساتھ کسر کے پڑھتے ہین ۔ ۱۲

صدیق وہ ہی جس پر متواتر انوار مشاہدہ یقین کا نزول ہو۔ اور نور عصمت و حفظ و رعایت الٰہی
اوسکو گھیرے ہوے رہے۔ ابن عطاء نے فرمایا کہ صدیق وہ ہی جو ہر وقت اپنے رب عزوجل کے ساتھ
صدق کی حد مین قایم رہے اور کوئی خطرہ و وہم اوسکے صدق کا معارض نہ ہو (عرایس البیان)
[1] حضرت شہاب ابن حجر ہیثمی فرماتے ہین کہ یہود و نصاریٰ اور اہل تاریخ متفق ہین کہ آزر ابراہیم
علیہ السلام کے حقیقی والد نہ تھے بلکہ آپکے چچا تھے۔ اور عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور فخر الدین رازی
بھی اسی قول پر زور دیتے ہین بلکہ قرآن مین بھی اس طرح مذکور ہے وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ۝ جب اپنے باپ سے کہا

کہ اے میرے باپ اوسکو کیون پوجتے ہو جو نہ سن سکے اور نہ دیکھ سکے اور نہ تمہارے

کچھ کام آوے - اگر آپکو معرفتِ کامل حاصل کرنیکا ہی ارادہ ہی تو کسی انسانِ کامل کو

حاصل کیجئے - الحمد للہ مین کامل ہون - اسلئے دوسری فہمائش اس طرح فرماتے ہین -

يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝

اے میرے باپ بیشک میرے پاس ایسا علم آیا ہی جو تمہارے پاس نہین آیا تو تم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۷ ؎ اور اسمعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے چچا ہین اور رازی سے پہلے ایک جماعت سلف کی اسی طرف گئی ہی اور اسانید سے حضرت ابن عباس و مجاہد و ابن جریج و سدی سے روایت ہے کہ انہون نے کہا کہ آزر حضرت ابراہیم کے باپ نہین کیونکہ آپ کے باپ کا نام تارخ ہے اور تاریخ ابن منذر مین ایک اثر صحیح سے بھی یہی ثابت ہے کہ آزر آپکے چچا ہین علامہ زرقانی نے فرمایا کہ رازی نے جب سلف سے اسی طرح نقل کی کہ آزر چچا تھے اور اپنے عصر کے حافظ سنت اسی طرف جائین اور اسی کی تائید کرین اور ماوردی ائمہ شافعیہ سے اونہین کے موافق ہون پس یہ دونون اقتدا کے لئے کافی ہین (جلد اول سیرت نبویہ صفحہ ۹۰) غرض یہ کہ حضرت سید الانبیا کے نسب مین آپکے والد سے تا آدم کوئی مشرک نہین ہے کیونکہ احادیث صحیحہ مین اپنے آبا کو آپنے طاہر فرمایا - اور مشرک نجس ہی طاہر نہین ہو سکتا اسی طرح اور دلائل ہین جو کسی وقت انشاء اللہ مذکور ہونگے حضرت جلال الدین سیوطی مسالک الحنفا مین اسی باب مین ایک نظم لکھی ہی جسکے بعضے شعر یہ ہین

| | | |
|---|---|---|
| من آدم لابیه عبد الله ما | فیهم اخو شرك ولا مستنکف | فالمشرکون کما بسورة توبة |
| غش وکلهم بطهر یوصف | وبسورة الشعرا فیه تقلب | في الساجدین فکلهم تحنف |

اور جن لوگون نے آزر کو حقیقی باپ کہا تو اس نسب سے اونکو مستثنی کر لیا - غرض یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لیکن آدمی ادب کو جہان تک ہو سکے ملحوظ رکھے - جلال الدین سیوطی نے بھی اسی طرح فرمایا ۱۲

میری پیروی کرو مین تم کو سیدہی راہ دکہاونگا۔ فائدہ اس سے معلوم ہوا
کہ جو اپنے سے علم مین زائد ہو اوسکی اتباع کرنی چاہیئے۔ گو وہ اپنا چھوٹا ہی کیون
نہ ہو۔ مَنْ قَلَّدَ عَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ سَالِمًا۔ غرض مین اللہ کا خلیل ہون اور آپ کا
بیٹا ہون میری نہ سنکر عدو اللہ شیطان کی پرستش۔ کیونکہ بتونکی عبادت درحقیقت
شیطان کی عبادت ہو اسلیئے فہمایش سوم اس طرح کرتے ہین يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّيْطٰنَ ؕ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ اے میرے باپ شیطان کو
نہ پوجو کیونکہ شیطان رحمٰن کا نافرمان ہی۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے وہ وجہ
جو انہین اپنے والد کی نصیحت کا سبب ہوئی جو چوتھی فہمایش ہی اس طرح
بیان فرماتے ہین يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُونَ
لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ اے میرے باپ مین ڈرتا ہون کہ کہین تمکو رحمٰن کا عذاب
چھو جائے پہر تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے
باپ کو نہایت نرمی ولطف سے توحید کے طرف بلایا اور بت پرستی کے باطل ہونے
پر دلائل ذکر فرمائے اور دلائل کے ساتھ نصیحت بلیغ فرمائی تو اوس نے ان خصائل
حمیدہ کے برعکس جواب دیا۔ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرٰهِيمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ
تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ۝ وہ بولا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودون سے پہرا

ہوا ہی اگر تو باز نہ ہیگا مین تجھکو سنگسار کرونگا اور مدت دراز تک مجھسے
دور رہو۔ حضرت ابراہیم یہ سب کچھ سنکر اپنے باپ سے رخصت ہوئیکو یہ فرماتے ہین قَالَ
سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ کہا تم پر سلام ہے
مین تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت چاہونگا بیشک وہ مجھپر مہربان ہی۔
یعنے تمکو کوئی برائی نہین پہونچاؤنگا۔ اور دعا کرونگا کہ اللہ تعالی تمہین ہدایت
دے جس سے تمہاری مغفرت ہو **فائدہ**۔ برائی کے مقابلہ مین بھلائی کرنا
اخلاق نبوت سے ہی

| | | |
|---|---|---|
| بدی را بدی سہل باشد جزا | | اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰى مَنْ اَسَا |

**جب** باپ نے کہا تھا کہ علیحدہ ہو جاؤ تو اوسکی اسطرح تعمیل کرتے ہین وَاَعْتَزِلُكُمْ
وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝
اور مین تم کو اور جس کو تم پوجتے ہو سوائے اللہ کے چھوڑ دیتا ہون اور مین اپنے
رب کی عبادت کرتا ہون۔ امید ہی کہ مین اپنے رب کی عبادت کرکے محروم نہو نگا
**فائدہ** جو قرابتدار خلاف راہ حق چلے۔ اور اپنی ہٹ پر اڑا رہے اوس کو
چھوڑ دینا اور اوس سے علیحدہ ہو جانا چاہئیے۔ **جب** حضرت ابراہیم علیہ السلام

حفیا ای لطیفا اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس (در)

19-49

کو قبولیت دعا کی امید مستحکم تھی خدا نے اُنکی امید کو پورا کیا جس طرح ارشاد فرمایا

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ پھر جب (ابراہیم علیہ السلام نے) اُنکو اور اُس کو

جنکو سوائے اللہ کے پوجتے تھے چھوڑا تو ہم نے اُنکو اسحق اور یعقوب (علیہما السلام)

دیا اور ہر ایک کو نبی بنایا جب حضرت ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم کو چھوڑا تو اُسکے عوض میں پیاری اولاد ملی اور ایسے وقت میں کہ آپکی بی بی سارہ بانجھ اور بوڑھی اور خود بھی بوڑھے تھے۔ اور اسوقت تک اللہ نے آپکو زندہ رکھا کہ اسحق فرزند کی پشت سے یعقوب پوتا عنایت فرمایا۔ اور اُن دونوں کو خدا نے نبی کیا

**فائدہ** جسکو دارین کی بہتری منظور ہو۔ وہ بُری صحبتوں سے دور رہے اور فضل

لہ حضرت اسحق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کا ذکر اسلئے ہے کہ یہ دونوں حضرت ابراہیم کے ہمراہ تھے اور اُن کے وفات کے بعد بھی اوسی مقام پر رہے اور اسمعیل علیہ السلام اسحاق علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوئے لیکن اس جا انکا ذکر نہیں کیونکہ آپ حضرت ابراہیم کے ہمراہ نہ تھے بلکہ آپ شیرخوارگی کے زمانہ میں معہ اپنی والدہ حضرت ہاجرہ کے مکہ معظمہ میں منتقل کر دیے گئے تھے۔ اور اسمعیل علیہ السلام کی تربیت خود اللہ تعالی نے بدون واسطۂ ابراہیم علیہ السلام کے فرمائی اس لئے اسمعیل علیہ السلام کو مستقل طور پر اللہ تعالے نے بیان کیا جس طرح آگے آتا ہے (سراج)

50 واحسان کو اسطرح بیان فرماتا ہی وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ ۵۰
لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ؏ اور ہمنے اپنی رحمت سے ان سب کو عطا کیا اور انکا سچا
ذکر خیر بلند کیا یعنے اون تینون کو ہمنے اپنی رحمت سے گہیر لیا نبوت و کتاب و مال و
اولاد ہر طرح کی نعمتین دین بعد ابراہیم خلیل علیہ السلام کے موسی کلیم علیہ السلام کا ذکر فرماتا ہی جو چوتھا ۵۱
51 قصہ ہی۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا
نَبِيًّا اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب مین موسی علیہ السلام
کا ذکر کرو بیشک وہ برگزیدہ اور رسول نبی تھے۔ اس آیت مین اللہ تعالے
نے موسی علیہ السلام کے دو وصف بیان فرمائے۔ اور وصف سوم و چہارم

لِسَانَ صِدْقٍ ثناء حسن۔ ذکر جمیل چونکہ یہ زبان سے پایا جاتا ہی اسلیئے اسکو لسان سے تعبیر کرتے ہین جس طرح کہ جو احسان ہاتھ سے ہوتے ہین اونکو ید سے تعبیر کرتے ہین۔ حضرت ابراہیم کی یہ دعا تھی کہ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ اوسکی قبولیت کا یہ اثر ہے کہ یہود و عیسائی وغیرہم تک آپ کو بزرگی سے یاد کرتے ہین اور ہم مسلمان تو پانچون نمازون مین اونپر اور انکی آل یعنے اسحق و اسمعیل و یعقوب علیہم السلام پر درود بھیجتے ہین (سراج معہ زیادۃ) ابن جریر وغیرہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِسَانَ صِدْقٍ کی تفسیر ثناء حسن روایت کی ہین ۱۲ (در)۔

سلہ حضرت موسی اولوالعزم پیغمبر ہین وَاِذْ اَخَذْنَا مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَّاِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ پانچ پیغمبر اولوالعزم اس آیت مین مذکور ہین (۱) ہمارے حضرت (۲) حضرت نوح (۳) حضرت ابراہیم (۴) حضرت موسی (۵) حضرت عیسی۔ سید الانبیا گو زمانہ کے لحاظ سے متاخر ہین باعتبار رتبہ کے اونکو سب سے پہلے ذکر فرمایا۔ ۱۲

کو اس طرح بیان فرماتا ہے وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا

اور ہمنے انکو (کنارہ) طور سے (جو) سیدھی جانب (واقع تھا) پکارا اور انکو راز

کہنے کو مقرب کیا یعنے بلاواسطہ اُنسے کلام کیا[۱]۔ اور پانچوین صفت یہ ہے وَوَهَبْنَا

لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا اور ہمنے انکو اپنی رحمت سے انکے بھائی

ہارونکو نبی بناکر عطا کیا۔ **پانچوان قصہ** حضرت اسمعیل علیہ السلام کا بیان فرماتا ہے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ

رَسُوْلًا نَّبِيًّا اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب مین اسمعیل علیہ السلام

کا بیان کرو۔ بیشک وہ سچے وعدہ کے رسول نبی تھے۔ کیونکہ جب باپ نے

الایمن ایمن سے مراد یہ ہے کہ جب موسی علیہ السلام آگ لینے کو گئے تو وہ پہاڑ (یعنے طور سینا) آپکے داہنے بازو تھا (ابن کثیر)

صاحب کشف الاسرار فرماتے ہین کہ حضرت موسی کو روش تھی اور کشش بھی وَلَمَّا جَاءَ مُوْسٰی روش کی طرف اشارہ ہے اور قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا کشش کی جانب۔ جب تک سالک روش مین ہے خوف وخطر ہے اور جب کشش تک پہونچا بے خطر ہے یعنے سلوک مین تفرقہ شامل ہے اور جذبہ محض جمعیت ہے (تفسیر حسینی)

[۱] موسیٰ علیہ السلام نے جو کلام سنا وہ کلام لفظی کلام نفسی کا مثال تھا۔ حدوث مثال سے حدوث ممثل لازم نہین آتا جیسے جبریل علیہ السلام کا بصورت دحیہ کلبی ممثل ہونیسے انکا حدوث وقت تمثل لازم نہین آتا۔ اور بعضے اہل حق فرماتے ہین کہ جو موسیٰ علیہ السلام نے سنا وہ کلام قدیم بلا حرف وصوت وبلا جہت تھا جیساکہ شاعر نے کہا ہے ۔ اذا ما بدت لیلی فکلی اعین + وان حدثوا عنها فکلی مسامع۔ اسی لئے

آپکے ذبح کرنے کو پوچھا تھا تو آپنے عرض کی تھی سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ
یعنے آپ مجھے انشاء اللہ صابر پاؤ گے تو پھر جب ذبح کا وقت آیا تو آپنے وعدہ کو
سچّا کر دکھایا۔ جان دینے کو مستعد ہوے لیکن اپنے وعدہ سے نہ ٹلے۔ جان کے
بعد سب چیزین آدمی پر آسان ہین جب اس وعدہ کو پورا فرمایا تو سب وعدے
بطریق اولے پورے ہونگے یہ کمال تھا لیکن آپ دوسرونکو بھی کامل فرماتے تھے
55 جس طرح فرمایا ہی۔ وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ
مَرْضِيًّا ۝ اور وہ اپنی اہل کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے رب کے
پاس پسندیدہ تھے۔ چونکہ عبادت دو ہی قسم کی ہوتی ہی بدنی جیسے نماز یا مالی جیسے
زکوٰت شاید اسی لئے ان دونون کو خاص طور سے بیان فرمایا۔ چھٹا قصّہ
56 حضرت ادریس علیہ السلام کا ہی وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ
57 صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اور کتاب مین ادریس علیہ السلام کا
ذکر کرو بیشک وہ سچے نبی تھے اور ہم نے اونکو برتر[1] جگہہ پر بلند کیا۔

[1] یہان دو احتمال ہین یا تو رفعت مرتبہ ہے یا حقیقی اونچا مقام یعنے آسمان مراد ہی۔ مجاہد سے روایت ہے کہ ادریس جو تھے آسمان پر اٹھائے گئے اور مرے نہین حسن بصری وغیرہ سے روایت ہے کہ وہ جنت مین ہین۔ بہرحال آپکے موت وحیات مین بھی اختلاف ہی اور رفع مین بھی برخلاف حضرت عیسی کے کیونکہ صحابہ نے آیات قرآنی سے اون کے نزول کا استدلال کیا ۱۲

19-58

ادریس حضرت نوح علیہ السلام کے پرداد ہین اور آدم علیہ السلام کے پوتے (ادریس بن شیث بن آدم) ہین پھر ان تمام انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد اپنے انعامات جو اون پر ہوئے ذکر کرتا ہے اور اونکو اشرف نسب کی طرف منسوب فرماتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ یہ وہ لوگ ہین کہ جن پر اللہ نے انعام کیا۔ انبیاء اولاد آدم سے اور انہین سے کہ جن کو ہم نے نوح کے ساتھ اٹھا لیا اور ابراہیم و یعقوب کی اولاد سے اور ان مین سے کہ جنکو ہم نے راہ دکھائی اور برگزیدہ کیا جب اونپر رحمٰن کی آیتین پڑھی جاتی ہین تو روتے ہوے سجدے مین گر پڑتے ہین۔ یعنے اونکے قلوب نرم تھے۔

بُکِیًّا حمزہ وکسائی کی ساتھ کسرہ با کے۔

ك جلالین اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل فرمائے تھے۔ اور یہی اول شخص ہین جنھون نے کپڑے سی کر پہنے اور اون سے پہلے لوگ کہالون کو پہنتے تھے۔ اور یہی اول شخص ہین جنھون نے قلم سے لکھا اور ستارون کی چال کا علم اور حساب آپ ہی نے ایجاد کیا۔ اور ہتیار نکالنے اور کافرون سے قتال کرنے مین بھی آپ ہی پہلے ہین (سراج) اُولٰٓئِكَ اشارہ ہوا اون حضرات کی طرف جو اس سورہ مین حضرت زکریا سے حضرت ادریس تک مذکور ہوے۔ مِنَ النَّبِيّٖنَ بیان موصول ہے من ذریۃ آدم بدل اوس سے باعادہ جار ہے اذا تتلیٰ خبر اولٰئک ہے۔ بکی جمع باک ہے جیسے سجود جمع ساجد (بیضاوی)

جب قرآن مجید پڑہتے یا سنتے تو کبھی اوسکی خشیت و عظمت سے کبھی شوق و محبت سے روتے[۵]

| | |
|---|---|
| وَنَبْكِيْ اِنْ نَأَوْا شَوْقًا اِلَيْهِمْ | وَنَبْكِيْ اِنْ دَنَوْا خَوْفَ الْفِرَاقِ |
| خوفِ فرقت وصل مین ہی اے حضور | ہجر مین بھی ہم کو رونا ہے ضرور |

حدیث مین ہی کہ قرآن پڑہو اور گریہ کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کیلئے تکلف کرو یعنے ایسے امور کو یاد کرو جس سے رونا آئے کہ وہ رحمت ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑہتے تو بہت روتے بخاری مین ہے كَانَ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ الخ بعد ان برگزیدہ لوگون کے اون نالائقون کا ذکر فرماتا ہی جو خدا کی بندگی سے روگردان ہوکر نفسانی خواہشون مین مبتلا ہو گئے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ آیت ۵۹

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا پہر اونکے بعد ناخلف جانشین ہوے نمازین ضائع کین اور خواہشون کے پیرو ہوے پہر وہ قریب مین شر سے ملینگے

[۱] ابن ماجہ۔ صالح مری نے کہا کہ مین نے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اے صالح یہ قرأت تو ہے مگر رونا کہان ہے۔ شیخ ابن عربی نے فرمایا کہ نفس سے ظاہر آیت کو سنتے اور قلب سے باطن آیت کو سماعت کرتے اور سِر سے اوس کی حد کو سمجھتے اور روح سے اوسکے مطلع مین صعود کرتے تو متکلم حق عزوجل کو اوس صفت سے موصوف پاتے جس سے اوس نے آیت مین تجلی فرمائی ہی اور باقی صفاتِ رحمن کے اشتیاق مین بے اختیار روتے اور یہ گریہ جوش قلب سے آنکھون مین ظاہر ہوتا

خلف ساتھ سکون لام کے نالایق و ناخلف اور فتح لام سے صالح اور نیک بخت (سراج)

نماز کا ضائع کرنا ان سب معانی کو شامل ہی یا تو اطمینان و تسلی ارکان مین چھوڑ دیا کہ رکوع اور سجدہ سے جلد سر اوٹھا لیتا ہے اور قومہ اور درمیان دو سجدون کے قاعدہ برابر نہین کرتا۔ یا قرأت ایسی پڑہتا ہی جو حروف برابر نہین ادا کرتا یا نماز کو آخر وقت پڑہا کرتا ہے اور قریب کفر یہ ہی کہ نماز کو عمداً ترک کرتا ہی ترمذی وغیرہ نے بسند صحیح روایت کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کسی عمل کے ترک کو کفر نہین جانتے تھے سوائے نماز کے یعنے نماز کے ترک کو کفر جانتے تھے ابن کثیر نے لکہا کہ اسی وجہ سے سلف و خلف ائمہ مین سے بعضے اس طرف گئے ہین کہ ترکِ نماز کفر ہی جیسا کہ مشہور قول امام احمد سے اور ایک قول امام شافعی سے بھی مروی ہی کہ نماز ترک کرنیوالا کافر ہی بوجہ اس حدیث کے کہ بندہ مومن اور مشرک مین نماز کا فصل ہی جس نے چھوڑا وہ کافر ہوا اور دوسری حدیث کہ ہمارے اور اونکے درمیان نماز عہد ہی تو جس نے اوسکو چھوڑا وہ کافر ہوا بعد بیان خرابی اونکے باب توبہ کھول دیتا ہی تا جو پاک ہونیوالا ہی جلد پاک ہو جائے

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا

یُدْخَلُوْنَ ساتھ یاء مضموم اور خاء مفتوح کے بصیغہ مجہول ابن کثیر و ابو عمرو و شعبہ معنی یہ کہ داخل کئے جاوینگے ۱۲

غَيًّا۔ ابن منذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس سے خسارا یعنے خرابی مراد ہی تو یہ تفسیر عام ہی اون سب روایتون کو شامل ہے جو کسی مین نہر جہنم کسی مین وادی جہنم ہے اس لئے صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین کہ ہر شر عرب کے محاورہ مین غی اور ہر خیر رشاد ہے ہر نظیر کے لئے شعر لکہا ہے ۱۲-

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو یہی لوگ ہین جنت مین
جائینگے اور انکے حق سے کچھ کم نہ کیا جائیگا۔ جب بیان ہوا کہ تائب
جنت مین داخل ہوگا اسلئے جنت کے اوصاف بیان فرماتا ہی پہلی صفت

61 جَنّٰتِ عَدْنِ ۣالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا

ہمیشہ رہنے کے باغون مین جنکا اللہ تعالی نے اپنے بندون سے غیب کے
ساتھ وعدہ کیا ہی بیشک اوسکا وعدہ پورا ہی دوسری اور تیسری صفت

62 لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا

اوسمین سوائے سلام کے کوئی بیہودہ بات نہ سنین گے اور وہان اونکے لئے
صبح وشام اونکا رزق ہی۔ سلام سے مراد ایسا کلام ہی جو اونکے لئے سلامتی

بالغیب کے بارمین دو وجہ ہین ایک تو باء حالیہ ہی پھر صاحب حال مین دو احتمال ہین یا تو جنت ہے یعنے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا درآنحالیکہ وہ اونسے غائب ہی یا عباد ہین یعنے یہ لوگ اوس جنت سے غائب مین کہ نہین دیکھتے ہین صرف خبر دینے سے ایمان لائے ہین۔ دوسری وجہ یہ کہ باء سببیہ ہے یعنے بسبب تصدیق وایمان بالغیب کے۔ ۱۲ ماتیا۔ قیل انه مفعول بمعنی فاعل والوجه ان الوعد هو الجنة وكل ما اتاك فقد اتيته (كبير)

لغوا۔ واللغو من الكلام ما سبيله ان يلغى ويطرح وهو المنكر من القول فعلى هذا الا سلاما استثناء منقطع ويراد باللغو مطلق الكلام قال في القاموس لغا لغوا تكلم فيكون الاستثناء متصلا ۱۲۔ بكرة وعشيا۔ المراد دوام الرزق كما تقول انا عند فلان صباحا ومساء جس سے وہی دو وقت مقصود نہین بلکہ دوام مراد ہے (راج)

وسرور کا باعث ہو اور یہ ہر قسم کی عمدہ باتوں اور تحیت معروف کو بھی
شامل ہی بعد ان اوصاف کے جنت کی علو مرتبت اور اوسکے دخول کا سبب
اس طرح بیان فرماتا ہی تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ
تَقِيًّا ۝ یہی جنت ہی جو ہم اپنے بندون مین سے اوسکو وارث کرینگے جو متقی
ہوگا یعنے جیسے میراث بے مشقت ملتی ہی اور اوسکو کوئی پلٹا نہین سکتا
اسی طرح ہم جنت عنایت فرمائینگے۔ **بعد** بیان جنت جو عالم قدس سے ہے
جبرئیل علیہ السلام کا مقولہ بیان فرماتا ہی جو عالم قدس مین رہتے اور وہانکی
کیفیت لاتے تھے **شان نزول** حضرت[1] ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جس قدر
تم ہم سے ملاقات کو آتے ہو اوس سے زیادہ کیون نہین آتے تو یہ آیت
نازل ہوئی یعنے جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس طرح عرض کرین وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا
وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ اور ہم آپ کے

تلک۔ یہ اسم اشارہ بُعد کے لئے بسبب علو قدر اور عظیم مرتبت کے ہی (سراج)

[1] امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن جریر و بیہقی وغیرہم (در)

رب کے حکم سے ہی اترتے ہین۔ اُسی کا ہے جو کچھ ہمارے آگے اور پیچھے اور جو اوسکے درمیان ہے اور آپ کا رب بھولنے والا نہین ہے یعنے تاخیر وحی سے کسیکو یہ نہ خیال ہو کہ آپکے رب نے آپکو چھوڑ دیا اور بھول گیا بلکہ اس تاخیر مین کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اب اپنے لئے نسیان کے محال ہونیکا بیان فرماتا ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ رب آسمانون اور زمین اور اونکے درمیان کا۔ اوسکی عبادت کیجئے اور اوسپر صبر کیجئے بھلا آپ اوسکا کوئی ہمنام جانتے ہو (یعنے کوئی نہین) جسکے قبضۂ قدرت اور نگہبانی مین سب کچھ ہو تو نسیان اوس کے حق مین محال ہے اگر لمحہ بھی نسیان ہوگا تو سب برہم و درہم و فنا ہو جائینگے جب خدا آپکو ایک لحظہ بھی نہین بھولتا ہے تو آپ بھی اوسکی عبادت مین

[۱] یعنے جو جہات و مکان یا جو زمانہ ماضی و مستقبل و حال ہے سب اللہ تعالی ہی کے واسطے ہے ہمکو اختیار نہین کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ مین منتقل ہون مگر جب حکم رب ہو ۱۲۔ [۲] قال مجاهد والسدی معناه ما نسیك ربك كقوله ما ودعك ربك وما قلى (ابن کثیر) [۳] مثلاً تاخیر مین انشاء اللہ کہنے کا حکم مومنونکو ملا اور سورۂ والضحی سے شان رسالت سید المرسلین کی اور علو منزلت ظاہر ہوئی اور مومنون کے لئے انوار و فضائل اونکا فزون ہونا اور کافرون کیلئے شک و تردد پیدا ہوگیا ۱۲ [۴] رب بدل ہے ربك سے یا خبر مبتدا محذوف کی ہے یعنے ہو رب السموات (کبیر) [۵] یعنے مشرکون نے اگرچہ بتون کو الٰہ کرکے پکارا لیکن اللہ کسی کا نام نہین رکھا ابن جریر و ابن منذر ابن

محو ہو جاے اور عبادت پر صبر و برداشت کیجئے۔ گو خطاب حضرت کو ہی لیکن
اسقدر اہتمام خطاب امت کیلئے ہی کیونکہ عبادت نفس پر گران ہی کم لوگ اسمین[1]
ثابت قدم رہتے ہین جب عبادتونکی مشقتین جھیلنے کا حکم فرمایا جس کا
پورا فائدہ آخرت پر مرتب ہی اسلئے پہلے منکرین حشر کا قول بیان فرماکر اسکی
آیت مین اونکا رد فرماتا ہی وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا[2] مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ
حَيًّا اور آدمی کہتا ہی کہ جب مرجاونگا تو کیا زندہ ہوکر نکلونگا انسان سے مراد
کافر ہے کیونکہ قیامت کا انکار کافرون کا ہی اعتقاد ہی۔ اور وہ کافر خواہ عام
یا خاص شخص ہو[3]۔ پہر اونکا رد اور قیامت کے ثبوت مین دلیل نہایت مختصر اور
پر معنی لاتا ہی۔ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا 67
اور کیا آدمی یاد نہین کرتا کہ ہم نے اوسکو قبل اسکے پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا
یعنے جب وہ کچھ نہ تھا تو ہمنے اوسکو پیدا کیا اور اب تو کچھ ہو گیا ہی پہر اوسکا پلٹانا

[1] جب عبادت مین ملکہ یعنے ایک کیفیت مجموعی راسخ ہو جاے تو نزول ملائکہ ہوتا ہے چنانچہ
حق تعالیٰ فرماتا ہی ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة
اسی طرح نزول شیاطین مین فرمایا علی من تنزل الشیطین تنزل علی کل افاك اثیم
یہان بھی صیغہ مبالغہ ہے یعنے شیطان کے نزول کیلئے بھی ملکہ دوام گناہ و بدکرداری شرط ہی الخ
[2] ما کلمہ زائدہ تاکید ہے ۱۲۔
[3] ابن منذر۔ ابن جریج سے راوی ہے کہ وہ عاصی بن وائل ہے (در)

اذا | مت
ایک وجہ مین ابن کثیر و ابو عمرو ابن ذکوان و ابن عامر ایک ہی ہمزہ و شعبہ ساتھ استفہام کے ضم میم کے نہین جبر اسکا اور کسرہ معنی مین ۱۲ مدامت یمات
یا مات
یمیت سے ۱۲

آیت ۶۷

یذکر
ساتھ تشدید ذال و کاف کے جو دونون مفتوح ہین مکی و بصری و حمزہ و کسائی
یعنے نہین سوچ کرتا یہ
اصل مین یتذکر تھا ۱۲

کیا شکل ہی چنانچہ دوسری جا فرمایا وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ اَهْوَنُ
عَلَيْهِ ع نقاش نقش دیگر بہتر کشد ز اول حضرت سید محی الدین سلطان الاولیا[1]
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ زمانہ ریاضت مین جب مجھے اونگہی آتی تو کہنے والا
کہتا یا عبد القادر ما خلقناک للنوم قد احببناک ولم تک شیئا فلا
تغفل عنا وانت شیء یعنے اے عبد القادر ہم نے تم کو سونے کیلئے نہین پیدا کیا
تم اوس وقت سے ہمارے محبوب ہو کہ جب تم کچھ نہ تھے۔ اب کچھ ہو کر ہم سے غافل نہو جب مطلب کو
دلیل سے ثابت فرما دیا اوسکے بعد اوسکو قسم سے موکد فرماتا ہی اور چند طور سے خوف بھی دلاتا ہی پہلا اور دوسرا
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ پھر تمہارے
رب کی قسم ہی کہ ہم انکو اور شیطانون کو جمع کرینگے پھر انکو گھٹنون پر گرے بیٹھے ہوے
جہنم کے کنارے حاضر لائینگے۔ تیسرا ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ
أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ پھر ہم ہر گروہ مین اُسکو الگ کرینگے جو رحمن کی نافرمانی

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۱۔

فَوَرَبِّكَ کی قسم مضاف بجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو آپکی تعظیم پر دال ہے ۱۲
والشیاطین بمعنی مع الشیاطین واو بمعنی مع ہے۔ یعنے ہر کافر منکر مع شیطان کے ایک زنجیر مین
سلسل حشر کیا جائیگا جیسا کہ فرمایا مقرنین فی الاصفاد ۱۱ جِثِيًّا یہ جمع جاث کی ہی جو فعول پر
جمع ہوئی ہی جیسے قاعد اور قعود اور اصل اسکا جثو و دو واو سے ہی یا جثوی ہی اسلئے کہ جثا علی
رکبتیہ یجثو اور یجثی دو لغتین ہین (سراج) ای موصولہ بمعنی الذی اور صلہ جملہ اسمیہ ہے
جس کا مبتدا محذوف اور اشد خبر ای ھو اشد اور ایھم کی حرکت بنائی ہی اور ایھم مع اپنے صلہ کے
محل نصب من مفعول ہی (ننزعن کا ہی اور ہی اعراب ظاہر ہے ۱۲

حضرت غوث الاعظم کے حالات

۴۷۶

حُثِيًّا
ساتھ جیم مضموم کے
پڑھا جاتا ہے یا نیز کرو
ابن کثیر و ابو عمرو
و ابن عامر و شعبہ
یعنی ایک ہی دو لغتین
ہین ۱۲

عِتِيًّا
ساتھ ضم عین کے بھی
قراءۃ سابق ہی ۱۲

مین زیادہ بڑہا ہوا تہا یعنی پہلے اللہ تعالی اطراف جہنم کے اونکو جمع فرمائیگا۔ پہر جو اونمین
کفر مین سخت اور مضل ہوگا اوسکے لئے عذاب شدید مقرر ہوگا یہ تخصیص شدت
عذاب کیلئے ہوگی نہ نفی عذاب کیلئے اسلئے افعل التفضیل کا صیغہ لاکے فرماتا ہے

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝ پہر ہم اُنکو خوب جانتے ہین
جو جہنم مین گرنیکے زیادہ سزاوار ہین۔ یعنے بعضے کافر جو ضال و مضل ہین اونکا
عذاب بھی دوہرا ہوگا۔ جب اونکو ہر طرحسے آگاہ فرمایا اب اُنکو متوجہ کرنیکو
غائب سے التفات فرماکر مخاطب ہوتا ہی اور بطور عموم سب کو سمجھاتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ اور تم مین سے
ایسا کوئی نہین جو وہان حاضر نہ ہوگا تمہارے رب پر یہ وعدہ لازمی مقرر ہو گیا ہی
یعنے جتنے آدمی ہین سب کا دوزخ پرسے گذرنا خدائے تعالی مقرر کر چکا ہے۔

صلیا۔ صلی یصلی صلیا مثل مضی الشئ یمضی مضیا قال الجوهری یقال صلیت الرجل نارا اذا دخلته النار
واردها۔ ورد یرد بالکسر ورودا حضر (صحاح) فقیر کہتا ہی کہ جب وارد کے معنی حاضر کے ہوے تو
کسی کا حضور دخول سے ہوگا جیسے کافر اور بعضے گنہگار اور کسی کا حضور مرور سے جو اتقیا اور جو گنہگار کہ بخشے گئے
کیونکہ قرآن مین انکی شان ہی۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا یعنے دوزخ کی آواز تک نہ سنین گے۔ اخرج ابن ابی
حاتم عن ابی زید قال ورود المسلمین المرور علی الجسر بین ظهریها وورود المشرکین ان یدخلوها
حتم کے معنی وجوب کے ہین یعنے وقوع اوسکا یقینی ہی پس یہ ضرورت اختیاری ہے اور ممنوع
ضرورت اضطراری کیونکہ مذہب اہل سنت ہی کہ کوئی شئے اللہ پر واجب نہین جو کرتا ہی اپنے اختیار سے
کرتا ہے اور کون ہے جو اوس سے مواخذہ کرے ۱۲۔

صُلِيًّا ساتھ ضم صاد کے وہی قرار سابق ۱۲

حدیث[1] مین آیا کہ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا سے وہ پُل مراد ہی جو جہنم پر رکھا جائیگا صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہی جس کا مختصر یہ ہی کہ پُل دوزخ پر رکھا جائیگا۔ اور شفاعت ہوگی۔ اور (انبیاء[2]) کہینگے اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ یعنے یا الہی انکو سلامتی سے گذار سلامتی سے گذار۔ پس بعضے مومن ایک پلک مارتے مین گذر جائینگے بعضے بجلی کی طرح بعضے ہوا کے مانند بعضے پرندونکی طرح بعضے تیز گھوڑون کی طرح بعضے اونٹونکی چال بعض تو صحیح و سالم نجات پائین گے اور بعضے وہ ہونگے کہ زخمی ہوکر نجات پائین گے اور بعضے دوزخ مین گرادئے جائینگے یہانتک کہ جب گذرنے والے مسلمان گذر جائینگے۔ پس اوسی ذات کی قسم کہ جسکے ہاتھ مین میری جان ہی کہ تم مین سے کوئی اپنا حق طلب کرنے مین اسقدر کوشش

---

[1] ابن جریر عن عبداللہ ابن مسعود (ابن کثیر)

[2] مشکوۃ باب الحوض والشفاعۃ مین صحیحین سے منقول ہی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پل درمیان دوزخ کے رکھا جائیگا اور مین اول اون شخصون مین کا ہونگا کہ رسولون مین سے اپنی امت کو ہمراہ لیکر گذرینگے اور اوس روز سوائے رسولون کے کوئی بات نہ کریگا۔ اور کلام رسولون کا اوس دن اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ ہوگا یعنے یا الہی سالم رکھ سالم رکھ اور دوزخ مین آنکڑے مانند کانٹے سعدان کے ہونگے (خار دار گہانس کا نام ہے) مقدار اوسکی بڑائی کی سوائے اللہ کے کوئی نہین جانتا لوگون کو بسبب برے عملون کے اچک لین گے۔ بعضے اونمین سے بسبب برے عمل کے ہلاک ہونگے۔ (وہ کافر ہین) اور بعضے ٹکڑے کئے جائینگے پہر نجات پائین گے (وہ فاسق ہین) الخ

نہین کرتا جس طرح وہ قیامت مین اپنے بھائیون کے لئے جو دوزخ مین ہین۔
اونکے نکالنے مین جناب حق تعالی سے سوال و مطالبہ کرینگے۔ عرض کرین گے کہ
پروردگار یہ ہمارے ساتھ روزہ رکھتے اور نماز پڑہتے اور حج کرتے تھے۔ حکم ہوگا کہ
جنکو تم پہچانتے ہو اونکو نکالو۔ اور آگ اونکی صورتون کو نہ جلائی ہوگی۔ پہر
بہت سی خلق کو اوس سے نکال لینگے پہر حکم ہوگا کہ جس کے دل مین تم مقدار دینار
یا آدہے دینار یا پاؤ دینار بھلائی پاؤ تو اوسکو نکالو آخری حکم ہوگا کہ اگر مقدار
ذرہ کے نیکی ہو تو نکالو پہر وہ بہت سی خلق کو نکالین گے پہر عرض کرینگے کہ پروردگار
ہمنے اہل نیکی کو دوزخ مین نہ چھوڑا اوسوقت اللہ تعالی فرمائیگا کہ فرشتون پیغمبرون
مومنون نے شفاعت کی۔ اور سوائے ارحم الراحمین کے کوئی باقی نرہا۔ پہر اللہ تعالی
ایک قبضہ دوزخ والون سے لیگا اور ایسے لوگون کو نکالیگا کہ کبھی کوئی بھلائی
نکی تھی یعنے ایمان کے سوا اور کوئی نیکی نکی تھی۔ الخ چنانچہ خدائے پاک بھی اوس
ورود کے بعد نجات کا ذکر اس طرح فرماتا ہی ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ
فِيهَا جِثِيًّا ۝ پہر ہم متقیون کو نجات دینگے اور ظالمون کو اوسی مین اوندہے
گرے ہوئے چھوڑ دینگے۔ بعضے تو اس طرح نجات پائینگے کہ دوزخ کی خبر بھی نہوگی جب [۱]

مومنون کی شفاعت

[۱] اخرج ابن ابی شیبہ وھناد وعبد ابن حمید وغیرھم عن خالد ابن معدان (در)

جنت مین جائینگے تو عرض کرینگے کہ پروردگار تونے ورودِ نار کا ہمسے وعدہ فرمایا
تھا۔ حکم ہوگا کہ ہان لیکن تم ایسے حال مین گذرے کہ وہ بجھی ہوئی تھی۔ اور بعضنو نسے
اس طرح مخاطب ہوکے کہیگی جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَقَدْ اَطْفَأَ نُوْرُكَ لَهَبِیْ یعنے اے مومن
گذر جا تیرے نور نے میری آگ بجھادی۔ اور بعضے جنکو صرف ایمان کا تقوی تھا
آخر مین وہ بھی نجات پائینگے جس طرح حدیثون مین گذرا اب سوائے کافرونکے
کوئی نرہیگا۔ بعد دلائل حشر کے مشرکین کے اوس اعتراض کو بیان فرماتا ہی
جو وہ کہا کرتے تھے کہ اگر حشر ہوا بھی تو ہم ہی اچھے رہینگے جس طرح یہان ہمکو مسلمانون
سے زیادہ دولت وراحت ہی وہان بھی ہوگی۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا
اور جب اون پر ہماری کھلی آیتین پڑھی جاتی ہین تو کافر ایمان والونکو کہتے ہین
کہ دونون فرقون مین کس کا مکان بہتر اور کس کی مجلس عمدہ ہی۔ اونکے جواب
مین فرماتا ہی۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝ اور ہم

مَقَامًا
ساتھ ضمہ میم کے ابن کثیر
مصدر یعنی اقامت
کے معنی مین ۱۲۔

رِءْيًا
یار مشدد بغیر ہمزہ۔ ہمزہ کو
یاسے بدلکر یا مین ادغام
کرتے ہین قالون و
ابن ذکوان ایک تو
وہی معنی دوسرے
ری سے جو ضد عطش ہے
یعنے نعمتون سے
سیراب تھے ۱۲۔

نَدِيًّا۔ ندی اور نادی مجلس ہے جمع اندیہ (سراج) اَثَاثًا۔ فراء نے کہا گھر کے سامان کو کہتے ہین
اوسکا واحد نہین۔ ابوزید نے کہا کہ ہر قسم کے مال کو کہتے ہین اوسکا واحد اثاثہ ہے (مختار)
رِءْيًا۔ رویت سے بروزن فعل بمعنی مفعول کے (خفاجی) لہ حکیم ترمذی وطبرانی وابن مردویہ
وخطیب وبیہقی شعب مین یعلی بن امیہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (در)۔

انسے پچھلے ایسی بہتیری امتین ہلاک کر چکے جو اسباب و نمایش مین انسے بہتر تھے

یعنے جس لذت کے بعد اوس سے زیادہ مضرت پہونچنے والی ہو عقلمند اوس کو

کب لذت مین شمار کرتا ہی اور یہ جو تمکو مال و متاع ملا ہی یہ دلیل رضاے حق نہین

بلکہ امتحان ہی جس طرح فرمان ہی قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ 19

الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰىٓ اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ (اے پیغمبر صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم) کہدو کہ جو کوئی گمراہی مین پڑا ہی تو رحمن بھی اوسکو ڈہیل دیے

جاتا ہی۔ یہانتک کہ جس کا انسے وعدہ کیا گیا اوسکو دیکھین۔ یا عذاب یا قیامت

اوسوقت معلوم کرلین گے کہ کسکا مکان بُرا ہی اور کس کا لشکر کمزور ہی (یعنے

کس کے مددگار کم ہین) اونھون نے جو کہا تھا کہ ہمارا مکان و مجلس اچھی ہی تو

اوسکے جواب مین فرمایا کہ یہانکا اعتبار نہین۔ انجام کا اعتبار ہی۔ بعد بیان

حال کفار جنھون نے نعمتونکا شکر نہ ادا کیا اب مسلمانون کا حال جنھون نے

باوجود قلتِ مال اچھے کام کئے بیان فرماتا ہی وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۝ 1

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ اور جو راہ پر

فلیمدد - امر بمعنی خبر ہے یعنے اللہ تعالی اوسکو اوسکی سرکشی و کفر مین چھوڑ دیگا (سراج)
خَیْرٌ یعنے اوس سے بہتر ہے جسکو کفار نے بہتر خیال کیا ہی - فائدہ خیر، شر گو افعل التفضیل ہین لیکن انکا ہمزہ

آئے اللہ اونکو اور ہدایت زیادہ کرتا ہی۔ اور رہنے والی نیکیاں تمہارے رب کے
نزدیک ثواب و انجام کار میں بہتر ہین۔ جب وہ اپنے علم کے موافق عمل کرتے ہین
تو عین الیقین حاصل ہوتا ہی اور عین الیقین کے موافق عمل کرنے سے حق الیقین کا
مرتبہ ملتا ہی جس طرح حدیث[1] مین ہی کہ جو شخص اپنے علم کے موجب عمل کرتا ہی تو اللہ تعالے
اون اشیاء کا علم اوسکو عنایت کرتا ہی جو اوسکو نہ معلوم ہون۔ غرض جو شخص جس
رنگ مین ہی اوسی رنگ مین ترقی کرتا ہی حسن[2] بصری فرماتے ہین کہ اے
ابن آدم تو منزلون مین ہی جو دن یا رات جاتی ہی تو ایک منزل طے کرتا ہی۔ جب
منزلین ہو چکین تو اپنے مقام کو پہونچ گیا خواہ وہ جنت ہی یا دوزخ ؎

| | |
|---|---|
| یہ جہان ہی کشتی بحر فنا | بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم |

جب خدائے تعالیٰ نے صحتِ حشر پر دلائل بیان فرمائے۔ پھر منکرین کا شبہ
بیان کرکے اوسکا جواب دیا اب جو لطور استہزا قیامت کا انکار کرتے تھے اون کا
قول ذکر فرماتا ہی اَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا
کیا تم نے اوسکو دیکھا جو ہماری آیتوں کا منکر ہوا۔ اور بولا کہ البتہ مجھے مال و اولاد دیجائیگی
شانِ نزول[3] حضرت خباب بن الارت فرماتے ہین کہ مین آہنگر تھا اور میرا

وُلْدًا کے ساتھ بضم واو و سکون لام جمع ہی حمزہ و کسائی اور دوسری قرأت کبھی واحد کبھی جمع کے معنی مین مستعمل ہی

[1] دیکھو تفسیر ہذا صفحہ (۳۴۴) [2] قوت القلوب صفحہ (۱۰۶)
[3] امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و بیہقی دلائل مین وغیرہم (در منثور)

عاص بن وائل (کافر) پر کچھ قرض تھا مین نے جاکر اوس سے تقاضا کیا
تو اوس نے کہا کہ واللہ مین نہین ادا کرونگا جب تک کہ تو محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) سے کفر نہ کرے۔ مین نے کہا واللہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے کفر نہ کرون گا یہان تک کہ تو مرے اور پھر اُٹھایا جائے۔ بولا کہ
جب مین مر کے پھر اٹھایا جاؤن گا اوسی وقت میرے پاس آئیو اور
میرے پاس وہان مال واولاد ہوگی مین تجھے تیرا قرضہ دیدون گا۔
اللہ تعالی نے گذشتہ آیت نازل فرمائی۔ چونکہ اوس کا دعوے
دو طرح سے ثابت ہوسکتا تھا۔ یا تو علم غیب سے یا اللہ تعالی سے
عہد حاصل کرنے پر اور اوس کو ان دونون مین سے کوئی بات بھی حاصل
نہ تھی اس لئے اوس کو اس طرح ملامت فرماتا ہو اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ
عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ کیا وہ غیب کو جان لیا یا اوس نے رحمن
سے اقرار لے لیا۔ پھر فرماتا ہے کہ اوس کا دعوی غلط ہے بلکہ اوس کے
برعکس معاملہ ہوگا اور دنیا مین جو اولاد و مال ہے وہ بھی چھین لیا
جائے گا اور حشر مین بجائے مال و اولاد ملنے کے اوسکو عذاب گھیر لیگا
كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝

ونرثه ما يقول ويأتنا فردا 8

ہرگز نہین جو کچھ وہ کہتا ہے ہم

لکھ لین گے اور اس کے لئے عذاب بڑہاتے جائین گے۔ اور جو کچھ

وہ بتاتا ہے اوسکے مرے بعد ہم لین گے اور وہ ہمارے پاس

تن تنہا آئے گا۔ جب بیان ہوا کہ حشر مین کافر معذب ہوگا لیکن

موجب عذاب عبادتِ اصنام ہے اسلئے اوس کا رد فرماتا ہے

12 وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۙ آیت ۸۱

كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۠ ع ۵ / ۱۰

اور (مشرکون نے) اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہین تا کہ وہ اون کے آیت ۸۲

مددگار بنین ہرگز نہین ولہ تو اون کی عبادت کے منکر ہو جائینگے

اور اون کے مخالف بنجائین گے ع چون از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت

نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ۔ قال ابن عباس ماله وولده اخرجه ابن المنذر وابن حاتم (درر)

كَلَّا۔ حرف ردع وزجر ہے یعنے جہڑکنا اور ہر جگہ یہ معنی لے سکتے ہین۔ خلیل وسیبویہ کا یہی مذہب ہے

اور بھی مذاہب ہین۔ قرآن مجید کے نصف اول مین یہ کلمہ نہین۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا کی

والدہ بی بی اسماء رضی اللہ عنہا نے حجاج بن یوسف ظالم کو اس طرح بددعا دی تھی۔ کہ جیسے خدا نے لفظ

کلا کو نصف اول قرآن سے دور رکہا ہے اسی طرح تجھے اپنی رحمت سے دور رکھے ۱۲

سلہ اون الہہ سے مراد ملائکہ وغیرہ ہے لیکن اون پر ضمیر عقلا کا اطلاق ہوا ہے۔ یا اصنام مین قوت

نطق پیدا فرمائیگا جیسے ہاتھ پاؤن گویا ہون گے پہر ایسے وقت مین عقلا کا اطلاق اون پر ہوسکتا ہے

یا دونون سے بھی عام لیا جائے (خفاجی)

جب بیان ہوا کہ معبودِ باطل اپنے عابدون کے دشمن اور مخالف ہون گے
اسکا سبب یہی تھا کہ وہ لوگ شیاطین اعدائِ الٰہی کے مطیع ہوگئے تھے جسطرح
حضرت کو مخاطب ہوکے اونکا حال بیان فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا
الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۙ کیا تم نہین دیکھتے کہ ہم شیاطین کو
کافرون پر چھوڑ رکھا ہے وہ اونکو خوب اُبھارتے رہتے ہین یعنے نہ فرشتہ
نہ عقل و نقل کوئی شے اونکو مانع نہین ہوتی اور شیطان صرف بہکاتا ہے مجبور نہین
کرسکتا۔ اور اگرچہ یہ اونکا کفر مقتضی تعجیل عذاب کا ہے لیکن ہم جلدی اسلئے نہین
کرتے کہ تا اون کو مجبوراً ایمان لانا نہ پڑے فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ
عَدًّا ۚ پس اونپر جلدی نہ کرو ہم اون کی مدت گن رہے ہین **فقیر** کہتا ہے کہ
جب خدا کی شان مین یا دین کے متعلق کافرون سے کوئی گستاخی و بےادبی
ہوتی تو غیرتِ نبوی جوش مین آتی اور اونکی خرابی چاہتی تو حکم ہوتا جلدی نہ کرو
جسطرح یہان حکم ہوا اور جب حد سے گستاخی بڑھ جاتی تو ہلاک ہوجاتے۔
جسطرح صحیح بخاری مین ہے کہ جب حضرت سجدہ مین گئے کافرون نے

---

اَزًّا ۔ الازّ والازیز والاستفزاز اخوات معناها التحریك والتهییج وشدة
الازعاج یعنے ہر طرح سے اغوا کی جنبش دیتے ہین۔ آخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم
عن ابن عباس قال تغویهم اغواء (در)۔

آپ کے دونون شانون کے درمیان اونٹ کا شکنبہ[۱] یعنے کوٹھر رکھدیا تھا حضرت علیہ السلام اوسی حال مین تھے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آکر پشت مبارک سے اوسکو نکالا اور اون بدبختون کو برا کہا جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز تمام کی اون کافرون کے لئے بد دعا کی اور چند آدمی ابو جہل وغیرہ کا خاص طور سے نام لیا اور جن جن کا آپ نے نام لیا تھا وہ بدر مین ہلاک ہوے اور وہان کی باؤلی مین ڈالدئے گئے ۵

| | |
|---|---|
| حلم حق با تو مواسا ہا کند | چون تو از حد بگذری رسوا کند |

اور جب رحمت دو عالم کو کوئی تکلیف پہونچتی تو غیرت خداوندی جوش مین آتی اور اپنے حبیب اعظم صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوتا کہ ہم سبکو ہلاک کردیتے ہین تو آپ اوسوقت تاخیر کے لئے سوال کرتے عجب راز و نیاز ہوتے ۵

| | |
|---|---|
| میان عاشق و معشوق رمزیست | کراماً کاتبین راہم خبر نیست |

[۱] جلد دوم مدارج النبوت صفحہ ۵ مین حضرت امام ربانی فرماتے ہین کہ علما اس حدیث مین بحث کرتے ہین کہ حضرت باوجود نجاست پہونچنے کے کسطرح نماز کی حالت مین رہے۔ بعضے کہتے ہین کہ اثنا ء نماز مین نجاست کا لگ جانا صحت نماز کا مانع نہین اور بعضے کہتے ہین کہ شکنبہ ماکول اللحم کا نجس نہین ہے (یہی مذہب حنابلہ کا ہے) اور حضرت کے اعادہ کرنے مین بھی کلام ہے کیونکہ اعادہ کرنا نقل نہین کیا گیا مختصراً۔

جسطرح روایت ہے کہ جب آپ طائف کو دعوت قوم کے لئے تشریف لے گئے اون لوگون نے انکار کیا اور طرح طرح کی تکلیف دی اور اسقدر پتھر مارے کہ آپ کے قدوم مبارک خون آلودہ ہوگئے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم مین اسطرح حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت سے پوچھا کہ روز اُحد سے سخت تر کوئی روز آپ پر گذرا ہے فرمایا کہ اُسدن مجھے بہت تکلیف پہونچی جسدن عبدیالیل کو مین نے دعوت دی تھی۔ اوس نے قبول نہ کیا اور مین وہان سے مغموم چلا اور مجھے غم سے افاقہ نہ ہوا مگر قرن ثعالب مین (نام مقام) جب مین سر اوٹھایا یکایک ابر کا ٹکڑا ہے جو مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے۔ دیکھا تو جبرئیل نظر پڑے اور مجھے پکار کر اسطرح کہنے لگے کہ اللہ تعالے نے آپ کے قوم کا کلام اور جس طرح آپ کی بات کو رد کرتے ہین سنا اور اب ملک الجبال کو (یعنے اوس فرشتہ کو جس کے حوالے پہاڑ ہین) بھیجا ہے تا آپ جو چاہین اوسکو حکم کرین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اُس فرشتہ نے مجھے پکارا اور سلام کیا اور کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کی قوم کی گفتگو اور ردّ وقدح سنا اور مین ملک الجبال ہون مجھے اسلئے

آپ کے رب نے بھجوایا ہے تا آپ کا جو حکم ہو فرمائین اگر آپ چاہتے ہین تو ان اخشبین (یعنی دو پہاڑون) کو اون پر ملا دون نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہین چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہون کہ اللہ تعالے اِن کے اصلاب مین سے ایسی لوگون کو پیدا کرے جو اوس وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت کرین ایک روایت مین ہے کہ ملک الجبال نے کہا اَنْتَ کَمَا سَمَّاکَ رَبُّکَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ یعنے جس طرح آپ کے رب نے آپکا نام رؤف رحیم رکھا ہے آپ اوسیطرح ہو۔

**جب** یہ بیان ہوا کہ ہم[لہ] اونکی ہر شئے کی گنتی کر رہے ہین یہان تک کہ دمون اور انفاس کی جب انفاس منقطع ہوے دوسرا ہی عالم ہے

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۵ جس دن کہ ہم پرہیزگارون کو رحمٰن کی طرف مہمان بنا کے جمع کرین گے ابن عباس نے فرمایا سوار ہو کر

لہ اہم الوقتیہ ۵ صفحہ ۴۸

لہ اخرج عبد بن حمید عن ابی جعفر محمد ابن علی فی قوله انما نعد لهم عدًا قال کل شئ حتی النفس ونحوه عن ابن عباس اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم (در) الوفد جمع وافد کالرکب جمع راکب یقال وفد یفد وفدًا اذا خرج الی ملک او امر خطیر (صحاح) اخرج ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم والبیهقی فی البعث عن ابن عباس وفدًا قال رکبانًا (در) بعضون نے کہا قبرون سے نکلتے ہی سوار ہو جائین گے اور بعضون نے کہا موقف سے چلتے وقت غرض دونون قولون کی بنا پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ در جنت پر پہونچنے تک سوار رہین گے - ۱۲

چونکہ مہمان کی ہمیشہ تعظیم ہوا کرتی ہے اسلئے رحمان کے مہمانون کی بھی بڑی کر و فر
سے سواری نکلیگی یہ سوار ہو کے جاتے کہان ہین اوسی رحم فرمانے کے پاس کیونکہ
متقیونکا مقصود بھی تو وہی تھا۔ لیکن وہ دور کب تھا جو یہ پاس جا رہے ہین
ہان بات یہ ہے کہ قفسِ جسمِ خاکی توٹا۔ دارِ فنا چھوٹا۔ باقی کی تلاش ہین دارِ بقا مین
آ نکلے ہین۔ اب سراسر جان ہو کے جانِ جانان سے ملاقات کرتے ہین۔
۸۶ بعد حشر متقیون کے مجرمین کا حال ہو وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا
اور ہم گنہگارون کو جہنم کے جانب پیاسے ہانکین گے جنھون نے دنیا مین کبھی
خدا کے لئے بھوک پیاس کی برداشت نہ کی نہ اوس کے دیدار کے تشنہ ہوئے۔
آج وہ سب مجرم پیاسے بُری حالت سے جہنم کی طرف ہانکے جاتے ہین۔
اسطرح پیاس بجھتی ہی بعد ساعت اس حالِ خراب کے یہ خیال ہوتا ہے کہ
کوئی نہ کوئی اسوقت انکی مدد کرے اور خدا کی جناب مین سفارش کرے تا یہ
۸۷ رہائی پائین حکم ہوتا ہے۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

السوق۔ الحث علی السیر والورد العطاش قاله الاخفش وحقیقة الورد المسیر الی الماء
واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیهقی فی البعث عن ابن عباس وردًا
قال عطاشًا (در)
لا یملکون الشفاعة ای فلیس لهم والظاهر ان المراد شفاعتهم لغیرهم او شفاعة
غیرهم لهم (کبیر) شفاعت کا پورا بیان تفسیر ہذا صفحہ ۲۰۲ سے صفحہ ۲۰۰ تک دیکھو۔ ۱۲

عَهْدًا ؀ وہ شفاعت کے مالک نہ ہونگے مگر وہ شخص کہ جس نے رحمن سے

قرار لے لیا اسمین دو وجہہ مین اول یہ کہ کوئی شفاعت نہین کر سکتا مگر وہ کہ جس نے

اللہ تعالے سے عہد[1] لیا ہوا ور عہد یہ ہے کہ متقی پرہیزگار اس لائق ہوگیا ہو کہ غیر کی

شفاعت کرے اور شفاعتِ عظمیٰ تو اوسی کے لئے اور اوّل شافع وہی بادشاہ

ہے جسکو دنیا ہی مین وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی سے اذن مل چکا اِنَّا

---

سلہ عہد کے انواع ہین - اور عہد ایمان تو سب مسلمانون کو شامل ہے پس وہ شخص کافرون کی طرح ابدالآباد دوزخ مین نہین رہ سکتا - چنانچہ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و بیہقی اسماء و صفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی عہد یہ کہ شہادت دے کہ لا الٰہ الا اللہ یعنے سواے اللہ کے کوئی الٰہ نہین اور سب طاقت و قوت سے بیزار ہو کر اللہ تعالے ہی کی طرف رجوع کرے اور اوسی سے امید رکھے اور ابن منذر نے ابن جریج سے اس آیت کی تفسیر روایت کی کہ مومنین اوسدن ایک دوسرون کے شفیع ہونگے - ابن ابی شیبہ نے مقاتل ابن حیان سے اسطرح تفسیر کی کہ عہد سے نکوکاری مراد ہے - ابن ابی شیبہ و ابن ابی حاتم و طبرانی و حاکم اور تصحیح بھی کی اور ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپنے پڑھا اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا - اور فرمایا کہ اللہ تعالے قیامت کے روز فرمائیگا کہ جسکے واسطے اللہ تعالے کے نزدیک عہد ہو وہ کھڑا ہو جائے - پس وہی کھڑا ہوگا جس نے دنیا مین اسطرح کہا ہو - تم بھی کہو - اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّیْ اَعْهَدُ اِلَیْكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَاِنِّیْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْهُ لِیْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُؤَدِّیْهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ -

**ترجمہ** اے میرے رب پیدا کرنے والے آسمانون اور زمین کے جاننے والے غائب و ظاہر کے سو مین تیری طرف اس حیات دنیا مین عہد کرتا ہون کہ اگر تو نے مجھے میرے نفس کے سپرد کیا تو وہ مجھے برائی سے قریب کردیگا اور بھلائی سے دور کردیگا اور مین تو تیری ہی رحمت پر بھروسا کرتا ہون سو میرے لئے اوسکو اپنے یہان ایک عہد کردے کہ قیامت کے روز تو مجھے اوسکو ادا کردے اور تو وعدہ کا خلاف نہین فرماتا - حکیم ترمذی نے بھی مرفوعًا اسکے قریب روایت کی لیکن اوس مین ہر نماز کے بعد پڑھنا ہے - اور طاؤس نے حکم فرمایا تھا کہ ان کلمات کو اون کے کفن مین لکھنا پھر وہ لکھے گئے (مختصرًا در منثور)

سَنُرْضِيكَ فِي اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ سے اقرار لے لیا جس نے شفاعتہ
لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِي فرمایا ہے۔ اُوْتِيتُ الشَّفَاعَةَ جس کا مقولہ ہے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ۔ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ ترجمہ دوم یہ کہ یعنی شفاعت کرنیوالے کسیکی
شفاعت نہیں کر سکتے ہیں سوائے اوسکے جس نے اللہ تعالے کے نزدیک عہد
حاصل کیا ہو یعنے مسلمان ہوا ہو بعد ردِّ عابدین اصنام کے پھر اونکا رد بیان فرماتا
ہے جو اوس کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۞
لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۞ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ
تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۞ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۞ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۞

يَكَادُ — نافع وکسائی یا تذکیر سے

يَنْفَطِرْنَ — ابوعمرو و ابن عامر و شعبہ و حمزہ انفطار سے ۱۲

اور بولے کہ رحمن اولاد رکھتا ہے (خدا نے فرمایا) البتہ تم بھاری بات بنا لائے
کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے

اِدًّا۔ الاد الداهية والامر الفظيع يقال ادت فلانا الداهية اذا دهته قاله الجوهري۔
التفطر والانفطار۔ التشقق۔ اخرج ابن المنذر عن مجاهد قال الانفطار الانشقاق
تخر۔ اى تسقط وتنهدم۔ هدًّا اى هدما قال الجوهري هد البناء يهده هدا كسره
ضعضعه وهدته المصيبة اوهنت ركنه وانهد الجبل اى انكسر والهدة صوت وقع الحائط
كما قال ابن الاعرابي۔ دعوا والدعاء بمعنى التسمية اى سموا الرحمن ولد
وبمعنى النسبة اى نسبوا له ولدا۔ ۱۲

ہو کر گر پڑین۔ یہ کہ رحمن کے لئے فرزند ثابت کیا۔ حالانکہ رحمن کے لائق ہی
نہین کہ بیٹا بناوے یعنے کوئی اوسکی اولاد نہین بلکہ سب اوسکے بندے ہین 19-93 1 19-9
اسلئے فرمایا اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ
اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ آسمان و
زمین مین کوئی نہین جو رحمن کے پاس بندہ ہو کر نہ آئے۔ البتہ انکو گھیر لیا اور
انکی گنتی گن رکھی ہے۔ اور ہر ایک ان مین سے قیامت کے دن تنہا آئے گا۔
اس تنہائی مین ہی اللہ والون کے ساتھہ اوسکی محبت ہے جسطرح فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ 19-96
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ بیشک جو ایمان لائے
اور نیک عمل کئے اون کے لئے رحمن محبت عطا فرمائیگا یعنے اون کو خود بھی
محبت فرماتا اور نیک بندون کے دلون مین اونکی محبت ڈالدیتا ہے
جس طرح احادیث صحیحہ مین آیا ہے[1] پھر تعظیم قرآن کا ذکر ہے خصوص اس

[1] امام بخاری و مسلم و ترمذی و بیہقی اسماء و صفات مین اور عبد بن حمید وغیرہم نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے جب کسی بندہ کو محبوب
فرماتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے کہ اے جبریل مین فلان بندہ کو دوست رکھتا ہون تو بھی اوسکو دوست رکھ
پھر آسمان والون مین جبریل ندا فرماتے ہین۔ پھر اوسکی محبت زمین والون مین پھیل جاتی ہے جس طرح کہ
اللہ تعالے نے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔ اور جب

سورۂ مبارک کا جس مین توحید و نبوت و بیان حال منکرین ہے جس طرح کہ

فرمایا فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿ (اے

لِتُبَشِّرَ حمزہ نفر بفتح سے

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے قرآن کو تمھاری زبان مین اسلئے آسان کیا کہ تم

اوس سے پرہیزگارون کو خوشی سنائین اور جھگڑالو قوم کو ڈرائین اگر اسپر بھی نہین

ڈرتے تو اگلون کو غور کرو کہ اونکا کیا حال ہوا نہ اونکا جسم نظر آتا ہے نہ اونکی آواز

سنائی دیتی ہے چنانچہ اس سورہ کو اس انتہاے درجہ کی نصیحت پر ختم فرماتا ہے ۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۸) اللہ تعالے کسی بندہ کو مبغوض فرماتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے کہ مین فلان بندہ کو مبغوض رکھتا ہون پھر تمام آسمان والونمین پکار دیتا ہے پھر اوسکی دشمنی زمین والون مین پھیل جاتی ہے ۔ امام احمد اور حکیم ترمذی نے بھی اسی کے قریب قریب ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی (درمنثور) ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے دل مین کہا کہ واللہ مین ایسی عبادت اللہ تعالی کی کرونگا کہ میرا نام ہو پس جن اوقات مین کہ نماز ہوسکتی ہے جب دیکھا جاتا تو وہ نماز ہی مین کھڑا ہوتا اور مسجد مین سب سے اول داخل ہوتا اور سب سے آخر مین نکلتا مگر اوس سے اوسکی کچھ تعظیم نہ ہوی اور جب کسی قوم پر گذر اسکا ہوتا تو لوگ کہتے کہ دیکھو ریاکار جاتا ہے پس وہ اپنے نفس سے مخاطب ہوا اور کہا کہ تیری اس عبادت سے کچھ بھی نہ ہوا کہ لوگ تجھے برائی سے ہی یاد کرتے ہین اب مین اپنے تمام اعمال خالص اللہ کے لئے ہی کرونگا پس اوس نے صرف نیت بدل دی اور طاعت مین کچھ زیادتی نہ کی۔ پھر اوس کے بعد جس قوم پر گذرتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ اللہ تعالے اسپر رحم کرے کہ اب اچھا ہو گیا ۔ اور حسن بصری نے یہ آیت پڑھی (ابن کثیر)

وُدًّا - وَدِدْتُ الرجلَ بالكسر وُدًّا بالضم احببتُه والوُدّ بضم الواو وفتحها وكسرها المودة والود ود المحب (مختار) لُدًّا - اخرج ابن المنذر وابن ابي حاتم عن الضحاك لُدًّا قال خصماء واخرج عبد الرزاق عن قتادة لُدًّا قال جدلا بالباطل (د) قومٌ لُدٌّ ولَدَّهُ خصمه من باب ردّ فهو لادٌّ ولَدودٌ بالفتح (مختار) -

رِكْزًا - الركز الصوت الخفي ومنه ركز الرمح اذا غيب طرفه في الارض والركاز

اور ہم نے ان سے پہلے کتنے گروہ ہلاک کر چکے۔ کیا اون مین سے کسی کو بھی تم دیکھتے ہو یا اون کی آہٹ سنتے ہو یعنے اون مین سے کسی کا نام و نشان بھی باقی نہین رہا پھر تم ای لوگو کیون خوابِ غفلت مین سو رہے ہو تمھارا بھی تو یہی حال ہونیوالا ہے۔ ~

| | | |
|---|---|---|
| اے دوستو پکار رہی ہے زمینِ گور | | اس گھر مین تم رہے ہے تو وہ گھر کسکے واسطے |

کیون اوس سے علاقہ نہین پیدا کر لیتے جس کے سامنے تم کو آخر جانا ہے۔

خلیق ~

| | | |
|---|---|---|
| اوسی کے ہو رہو ای دل جو مالکِ دل ہے | | دو لی کے جھگڑے مین ڈھو ضرر یہ کسکا ہے |
| ہر اک امیر کی چوکھٹ پہ سر رکھا ظالم | | ذرا تو سوچ لے یہ سر کہ سر یہ کسکا ہے |

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۹ المال المخفی دفین اھل الجاھلیۃ ۱۲۔ اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید عن قتادۃ فی الآیۃ قال ھل تری عینا او تسمع صوتا (در)۔